# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES
## Monday, October 05, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty eight minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

---------------

## Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم ٱللهِ ٱلرَّحمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِه ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا وَجَاهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ۔ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ۔ قُلۡ اَ تُعَلِّمُوۡنَ اللّٰهَ بِدِيۡنِكُمۡ۔ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ۔ يَمُنُّوۡنَ عَلَيۡكَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا۔ قُلْ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَىَّ اِسۡلَامَكُمۡ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيۡكُمۡ اَنۡ هَدٰٮكُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۔

ترجمہ: ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے، یہی وہ لوگ ہیں جو (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔ فرما دیجیے، کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلا رہے ہو، حالانکہ اللہ اُن (تمام) چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ یہ لوگ آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے ہیں۔ فرما دیجیے: تم اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ تم پر احسان فرماتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا راستہ دکھایا ہے، بشرطیکہ تم (ایمان میں)سچے ہو۔

سورۃ الحجرات (آیات 15 تا 17)

Senator. Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Point of Order, sir.

## Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے ہم Leave applications لے لیں اس کے بعد پھر---

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ ) سید طاہر حسین مشہدی: ٹھیک ہے Sir, thank you.

جناب چیئرمین: جناب محمد علی درانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ پانچ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ پانچ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد علی درانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ پانچ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ دو تا پانچ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ شیرالہ ملک صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ دو اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں ۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب احمد علی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حافظ رشید احمد صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ پانچ اور چھ اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شوکت فیاض احمد ترین، وزیر خزانہ و اقتصادی امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے آج مورخہ 5 اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب، وزیر داخلہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں ۔ اس لیے مورخہ دو تا دس اکتوبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ، وزیر مملکت برائے خزانہ و اقتصادی امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے آج مورخہ پانچ اکتوبرکو وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔

کرنل صاحب ابھی تو میں آپ کا Point of Order لے لیتا ہوں کیونکہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ایم کیو ایم موجود نہیں تھی اس دن - where it has been decided amongst the Business Advisory Committee that all the Point of Orders should be given in writing one hour before the start of the sitting. کیونکہ آپ جمعہ والے دن موجود نہیں تھے، نہ آپ کی پارٹی سے کوئی تھا،اس لیے میں exception کر کے آپ کو اجازت دے رہا ہوں۔

Senator. Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. Insha allah we will comply with it sir.

Mr. Chairman: Tomorrow we will not take any point of order until and unless it has been given in writing one hour before the start of the sitting. You have the only exception today because the MQM was not present on that day.

Senator. Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: We will comply with it sir. Thank you very much, sir. Sir, my Point of Order is a matter of utmost national interest. Law and Order situation in the country has deteriorated so much that the life, honour and liberty of the people of Pakistan especially in the province of Sindh and Punjab have suffered a lot. We know the problem in the Pukhtoonkhwa and we know of the problem of Balochistan and my heart bleeds for those people of Balochistan and of Pukhtoonkhwa. But coming to my own province, the interior of Sindh is absolutely under control of the dacoits of Sindh, not by the Government of Sindh or the Government of Pakistan. Nobody can move out after 6.o' clock in the evening. Kidnappings are on the increase, crimes against women are on the increase, crimes against children are on the increase. Kidnapping of our hindu brothers is on the increase and all sorts of atrocities are being committed by these dacoits.

In Punjab, we see women are being paraded naked in the streets. Small child, Daman-e-Zehra
کا ایک کیس لے لیں شیخوپورہ میں، اس بے چاری بچی کو ، ساڑھے چار سال کی بچی کو گینگ ریپ کیا گیا۔ اس کی آنکھیں نکالی گئیں اور ابھی تک سات دن گزرنے کے باوجود وہاں اس خاندان کے پاس کوئی نہیں پہنچا۔ وہاں پر پولیس کے کسی investigating Officer کو نہیں لگایا گیا ۔ بلوچستان میں سارے کے سارے جتنے بھی لوگوں کو راتوں کو اٹھایا گیا ہے ان missing persons میں سے ایک خاندان کا بھی فرد واپس نہیں کیا گیا۔ Interior Sindh میں ہمارے لوگوں کو kidnap کیا جا رہا ہے۔ ان کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، اس کے بعد پیسہ بھی لیتے ہیں اور قتل بھی کر دیتے ہیں۔ یہ حالت ہو گئی ہے۔ It is the primary responsibility of the government, provision of the Law and Order and protection to its citizens. میں وزیر صاحب سے عرض کروں گا کہ ہدایت کرے ، Government of Pakistan Provincial governments کو کہ For God's sake یہ law and order کو improve کریں۔ بہت بری حالت ہو گئی ہے ۔ I am grateful to you sir. This is a matter of national interest. Thank you very much.

جناب چیئرمین: آپ جمعہ کو موجود نہیں تھے جس دن Business Advisory Committee کی meeting ہوئی تھی اوراس میں یہ decide کیا گیا ہے کہ law and order and internal security of Pakistan پر detailed discussions ہوں گی اور Minister sahib reply دیں گے۔ Parliamentary Minister sahib مو جود ہیں وہ شاید اس پر روشنی بھی ڈال دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ظہیرالدین بابر اعوان(وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you very much جناب چیئرمین! فاضل ممبر نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس پر

I will sensitize the Interior Minister. I will tell him and we will discuss this issue as well as all other issues relating to the security of the people of Pakistan when we come to the debate.

Mr. Chairman: Will it be in a day or two?

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Definitely.

## Privilege Motion Late Repromulgation of an Ordinance

Mr. Chairman: Now we take up the Privilege Motion, Prof. Ibrahim Sahib, Please read your Privilege Motion.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! انتہائی اہم اور فوری عوامی نوعیت کے معاملے کو زیربحث لانے کے لیے سینیٹ کے قواعد و ضوابط مجریہ 1988 قاعدہ نمبر ساٹھ خصو صی حق کا سوال پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چئیرمین '! روزنامہ' ایکسپریس' کی مورخہ ۳۱ جولائی ۲۰۰۹ کی رپورٹ کے مطابق مورخہ ۲۹ جولائی ۲۰۰۹ کو سینیٹ کے حالیہ ختم ہونے والے اجلاس میں agenda item No.3 پر electronic crime کی روک تھام کا Ordinance 8, 2009 House میں لایا گیا۔ جناب چئیرمین! مذکورہ آرڈیننس صدر پاکستان نے ۲۷ فروری ۲۰۰۹ بروز جمعہ جاری کیا اور آئین کی شق ۸۹ کی ذیلی شق ۲ کے قائدہ (2) a کے تحت اگر آرڈیننس چار ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سے کسی ایک میں lay نہ کیا جائے تو وہ خود بخود ختم ہوجاتا ہے جبکہ مذکورہ آرڈیننس کی مدت ۲۷ جون ۲۰۰۹ کو ختم ہوگئی تھی۔ جناب چئیرمین! حکومت کی طرف سے مذکورہ عمل ایوان بالا کے ساتھ کھلم کھلا مذاق اور آئین پاکستان سے واضح انحراف ہے ۔ حکومت نے آئین کی شق ۸۹ کی ذیلی شق ۲ کے قائدہ (2) a کی کھلی خلاف ورزی کی ہے اور اس سے بحیثیت اراکین سینیٹ نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا ضروری کارروائی کی غرض سے خصوصی حق کا یہ سوال متعلقہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب چئیرمین: وزیر صاحب! Do you oppose it?

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: نہیں جناب۔ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

Mr. Chairman: We hold the motion in order and refer it to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. Thank you.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چئیرمین! میں آپ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ۷ اگست کے اخبار 'دن' کے مطابق ایک Assistant Secretary کو suspend کیا گیا ہے ۔ جب یہ مسئلہ کمیٹی میں بھیجا جا رہا ہے تو یہ ذمہ داری کمیٹی میں ascertain ہوگی کہ کس کی ذمہ داری ہے اور کس کی نہیں ہے اس لیے میری درخواست ہے کہ آپ ہدایت جاری کر دیں کہ اس Assistant Secretary کو بحال کر دیا جائے۔

Mr. Chairman: The matter is now with the committee. We have referred the matter to the committee holding the motion in order. So, let the committee decide everything in this regard.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب والا! میری یہی گزارش ہے کہ فیصلے سے پہلے اگر کسی کو سزا دی جا رہی ہے تو یہ درست نہیں ہے، اس لیے میری یہ درخواست ہوگی کہ آپ یہ ہدایت جاری فرمائیں کہ کمیٹی کے فیصلے سے پہلے کسی کو سزا نہ دی جائے۔

Mr. Chairman: Now, it is a matter with the committee and the committee will take up the matter. It is up to Chairman of the committee and the members of the committee.

Senator Engineer Muhammad Hamayun Khan Mandokhel: Sir, I want to move a privilege motion.

Mr. Chairman: Senator Hamayun Khan.

سینیٹر انجنیئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چئیرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب والا! ہمیں اس ایوان کے ممبر بنے ہوئے چھ مہینے ہوگئے ہیں اور شروع میں ہی ہمیں پارلیمنٹ لاجز میں house allot کر دیے گئے تھے اور مجھے بھی ایک کاغذتھما دیا گیا تھا لیکن وہ دن اور آج کا دن ہے کہ مجھےاس گھر کا قبضہ نہیں ملا اور اس گھر میں کوئی non-parliamentarian رہ رہی ہے غالباً یہ گھر جن صاحب کو الاٹ ہوا تھا ان کی کوئی رشتہ دار ہے۔ میں یہ مسئلہ پہلے کئی دفعہ سیکریٹری سینیٹ اور ڈپٹی چئیرمین جمالی صاحب کے پاس لے جا چکا ہو ں اور انہوں نے اس پر بارہا مجھے یقین دہانی کرائی ہےلیکن عملی طور پر اس گھر کو نہ خالی کرایا گیا ہے اور نہ ہی مجھے قبضہ دیا گیا ہے۔ اس سے میرا privilege breach ہوا ہے اور اس ایوان کا privilege breach ہوا ہے ۔ اگر ہمیں چھ مہینے تک رہنے کے لیے سینیٹ گھر نہیں دے سکتا تو پھر اور کیا کر سکتا ہے۔ اگر اسی اجلاس کے دوران اس گھر کا قبضہ مجھے نہ دیا گیا تو پھر میں اس ایوان سے walk out کروں گا اور اس وقت تک نہیں آؤں گا جب تک یہ گھر میرے حوالے نہ کیا جائے۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چئیرمین! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے کیونکہ ہمارے بعد میں جو سینیٹرز آئے ہیں ان کو یہ مسئلہ درپیش ہے، ان کو رہائش نہیں ملی۔ پارلیمنٹ لاجز میں بہت سے ایسے flats ہیں جن میں ایسے لوگ رہ رہے ہیں جن کو وہ الاٹ نہیں ہوئے ہیں اور اگران لوگوں کو جو ان میں رہ رہے ہیں ،وہ کرائے پر رہ رہے ہیں یا ویسے ہی دوستی میں لیا ہوا ہے تو ان کی ایک فہرست بنا دی جائےکہ ان گھروں میں کون رہ رہا ہے تاکہ ان سے یہ گھر خالی کرائے جائیں تو یہ ہمارے ساتھی سینیٹر ان میں accommodate ہو جائیں گے اور یہ مسئلہ حل ہو جائے گا جو کافی دنوں سے pending ہے ۔جناب چئیرمین! آپ سی ڈی اے کو ہدایت کریں اور وہ رپورٹ پیش کرے کہ ان گھروں میں کون کون سے لوگ رہ رہے ہیں ، جن کوالاٹ ہوئے ہیں وہ رہ رہے ہیں یادوسروں کو دیے ہوئے ہیں۔ جناب والا! کئی ایسے لوگ ہیں جن کا پارلیمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ پارلیمنٹ لاجز میں جو بھی کمرے ہیں ان سب پر قبضہ ہوچکا ہے۔ اس ساری چیز کودیکھا جائے ۔ہمارے parliamentarians کی ذمہ داری میں یہ بنتا ہے کہ ان کو کوئی چیز اگرامانت کے طور پر دی گئی ہے اور وہ اس میں نہیں رہ رہے تو وہ واپس دے دیں تاکہ دوسروں کے کام آ سکے۔ Thank you sir.

جناب چئیرمین: گل محمد لاٹ صاحب۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! مجھے بھی یہی مسئلہ درپیش ہے۔ مجھے بھی ایک اسی طرح کاغذ کا ٹکڑا تھما دیا گیا تھا اور میری ساری ڈاک بھی اسی پتے پر جاتی ہے اور وہ ڈاک جس پروگرام کے متعلق ہوتی ہے وہ جب ختم ہوجاتا ہے تو مجھے وہ ڈاک ملتی ہے۔ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو you were very kind اور آپ نے سیکریٹری سینیٹ کو ہدایت بھی کی تھی ۔ مجھے جو گھر allot ہوا ہے اس کی بھی یہی صورت حال ہے کہ ایک ex-Senator lady اس میں ٹھہری ہوئی ہیں اور جنہوں نے اپنے نام پر یہ گھر الاٹ کرایا ہوا ہے وہ اس میں نہیں رہتے اور ہمیں ہر بار یہاں آ کر ہوٹلوں میں دھکے کھانے پڑتے ہیں and this is too much for us. Kindly give some instructions in this matter.

سینیٹر عباس خان آفریدی: جناب والا! یہاں ایسے لوگ آتے ہیں جن کا کوئی security check نہیں ہے law and order situation بھی بن رہی ہے اور یہاں بہت ہی غلط قسم کی activities ہوتی ہیں اور بہت ہی عجیب قسم کے لوگ آتے ہیں جس کی وجہ سے کبھی بہت بڑا مسئلہ بن سکتا ہے جس کا حکومت جواب نہیں دےسکے گی۔ یہاں ہر قسم کے تخریب کارےلوگ بھی آتے ہیں ۔

جناب چئیرمین: نئیر بخاری صاحب! آپ اور ڈپٹی چئیرمین صاحب جو کہ ایک دو دن میں باہر سے آنے والے ہیں سی ڈی اےسے رپورٹ لیں اور جتنے بھی illegal occupants ہیں action be taken against them in accordance with law and in accordance with the rules and if necessary, force may also be used for their eviction if their occupation is illegal and unlawful. اس کے بعد ہمارے جتنے بھی ممبران ہیں ہمایوں صاحب، لاٹ صاحب یا کوئی اور بھی ہو جن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تویہ زیادتی ختم کی جائے۔

جہاں تک عباس صاحب کا مسئلہ with regard to security ہے یہ بھی آپ وزیر داخلہ سے discuss کریں so that proper security is provided to all the Parliamentarians including the Senators at the Parliament lodges. So that no untoward incident should take place. Thank you. Senator Kazim Khan. Please move your motion for condonation of delay under rule 171.

## Motion: Condonation of Delay and Presentation of Report:

Senator Muhammad Kazim Khan: Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2009], be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of the report of the Committee on the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2009], be condoned till today.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: The motion is adopted. Senator Kazim Khan.

Senator Muhammad Kazim Khan: Mr. Chairman, I, as Chairman Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs present report of the Committee on the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2009].

Mr. Chairman: Report stands presented. Item No. 4, Wasim Sajjad Sahib.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): یہ رپورٹ آئی ہے۔ میرا خیال ہے حکومت کو فوری طور پر اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ Minister for Parliamentary Affairs یہاں پر موجود ہیں۔ کچھ تو ایسی چیزیں ہیں جو غالباً Executive orders ہیں جو سیکرٹریٹ کی سطح پر ہو سکتے ہیں اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے ان سینیٹرز کی ہیں جوجاچکے ہیں،میرا خیال ہے کہ اگر منسٹر صاحب اس پر توجہ دیں تو ان کی مشکلات کا پتا چل جائے گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جو فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا ہے .I agree with that اور میں on record بھی ہوں۔ جب وہ کمیٹی تھی اور بھنڈر صاحب بھی تھے جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے، اس وقت بھی میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ دونوں طرح کی amendments آئیں گی۔ جو دوسری طرح کی amendment ہے اسے ہم Constitutional Committee جو بیٹھی ہوئی ہے اس میں بھی لے کر جا سکتے ہیں۔ Otherwise اس کا کوئی Constitutional context نہیں ہوگا۔ تو ہم یہاں پر بھی لا سکتے ہیں۔ I will consult the Leader of the Opposition. تو جیسے بھی راستہ نکالنا چاہیں تو we can always do that and we can adopt a short-cut strategy. لیکن اس پر جو رپورٹ آئی ہے اس پر میری آپ سے درخواست ہے کہ House کی جو کمیٹیاں ہیں ان کے پاس 72 مختلف قسم کے bills pending ہیں جو نہیں آ رہے ہیں۔ اس کمیٹی نے تو جلدی کی ہے اس کے باوجود ان کو بھی time seek کرنا پڑا for the presentation of the report. قوم اور میڈیا پارلیمنٹ کو judge کرتا ہے کہ انہوں نے کتنی legislation کی ہے .by the end of year نیشنل اسمبلی sessions میں ابھی تک 9 Bills پاس ہو چکے ہیں۔ آپ کے پاس جو بلز اب آئیں گے، میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ کمیٹی کو میری طرف سے یہ گزارش کر دیں کہ وہ رپورٹیں بھجوائیں۔

جناب چیئرمین: وسیم سجاد صاحب بات کر رہے تھے Executive Orders پڑھیں۔ اس کے اوپر regarding perquisites of the retired Senators, on item No. 3 آپ کا کیا خیال ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ جو item No. 3 ہے اس کے اوپر

where you need a short-cut we can sit and we can decide it and where you need a legislation, the entire House is unanimous on this.

Mr. Chairman: Thank you Dr. Sahib. Now, we take up item No. 4, Mr. Wasim Sajjd Sahib,

## Introduction of the Bill

## The Constitution (Amendment) Bill, 2009

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! move کرنے سے پہلے میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔ منسٹر صاحب اور لیڈر آف دی ہاؤس بھی موجود ہیں۔ میں نے ایک Constitution Amendment Bill move کرنے کے لئے درخواست دی تھی۔ آئین کی بہت سی شقیں ہیں جن میں ترمیم کرنے کی میں نے اجازت چاہی تھی اور میں نے proposals دی تھیں۔ اس میں ایک دو چیزیں ہیں جو بہت ہی اہم ہیں مثلاً ایک تجویز یہ تھی کہ ہر پاکستانی کے بچے کو جس کی عمر پانچ اور سولہ سال کے درمیان ہو اس کو free and compulsory education کا ایک بنیادی حق دے دیا جائے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ کسی بھی سنجیدہ محفل میں جب بات ہوتی ہے اور ایوان میں جب بھی بات ہوئی ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ پاکستان میں غربت کیوں ہے؟ پاکستان میں پسماندگی کیوں ہے؟ ہم سائنس میں آگے کیوں نہیں بڑھ رہے ہیں تو اس کا جو جواب ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر تعلیم کی کمی ہے۔ یہاں پر تعلیم میں ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگوں کو بہت اچھے سکولوں میں بھیجا جا رہا ہے اور کچھ لوگوں کے مالی حالات اچھے نہیں ہیں ان کے سکول اچھے نہیں ہوتے ہیں تو اس کا اثر ان کی ساری زندگی پر ہوتا ہے۔ تو یہ ایک تجویز تھی کہ ہر بچے کا ایک حق ہونا چاہیے۔ حق کا مطلب یہ ہے کہ وہ عدالت میں بھی جاکر کہہ سکتا ہے کہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ State کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ یہ تعلیم دے، سہولیات فراہم کرے۔ جناب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہندوستان نے 2002 میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے یہ حق اپنے عوام کو دیا ہے۔ ان کو یہ سمجھ آ گئی ہے حالانکہ وہ بہت سے معاملوں اور تعلیم کے معاملے میں تھوڑا سا ہم سے آگے ہیں لیکن ان کو بھی یہ احساس ہوا کہ تعلیم اتنی ضروری ہے کہ اس کو ایک بنیادی حق بنا دیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ اگر یہ تجویز منظور کر لی گئی تو پاکستان میں نہ صرف آج بلکہ آنے والے سالوں میں پاکستان کی قسمت میں تبدیلی آ جائے گی۔

جناب چیئرمین! اسی طرح ہم نے Overseas Pakistanis کی اپنی پارلیمنٹ میں نمائندگی کے لئے تجویز پیش کی ہے۔ ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ تمام صدر کے صوابدیدی اختیارات پارلیمانی سسٹم میں وزیر اعظم کے پاس ہونے چاہییں لہذا ادہر منتقل کر دیے جائیں۔ ایک ہماری تجویز ہے کہ آرٹیکل 213 کے تحت چیف الیکشن کمشنر کی تقرری اس وقت صدر مملکت اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت کرتے ہیں۔ تجویز یہ ہے کہ یہ تقرری لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کے مشورے سے کر دی جائے کیونکہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اس میں اور تجاویز بھی آ سکتی ہیں کہ نہیں! اور پارلیمانی لیڈرز بھی اس میں شامل کئے جائیں۔ میرا یہ بل ہے لیکن چونکہ اب ایک Constitutional Committee بنا دی گئی ہے تو اگر لیڈر آف دی ہاؤس کو اعتراض نہ ہو تو یہ تجاویز بھی Constitutional Committee کو بھیج دی جائیں اور وہ ان کو دیکھ لیں، جو مناسب سمجھتے ہیں اس کو اپنا لیں

اور جو مناسب نہیں سجھتے ہیں وہاں پر discussion کرکے اس کو dispose off کر دیں۔ اگر ان کو اعتراض نہ ہو تو وہاں پر بھیج دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب! تجویز ہے کہ اس کو Constitutional Committee کو refer کر دیا جائے۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: I think this is a very good suggestion. Constitutional Committee is also headed by very distinguished member of this august House, Mian Raza Rabbani Sahib. This may be referred and there is a precedent as well. This will come up before the Lower House in the next session. All have been referred to the same committee.

اس کو بھی ریفر کر دیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کوئی ایشو آ رہا ہو۔ انہوں نے یہاں پر لکھا ہوا ہے۔ آرٹیکل کی جو amendments ہیں اس میں 153 and 130وغیرہ وغیرہ ہیں۔

All may be clubbed together and may be referred to the Constitutional Committee and that committee is going to look into it.

جناب چیئرمین: وسیم سجاد صاحب نے جو بل یہاں پر دیا ہوا ہے۔

We refer it to the Constitutional Committee for the purpose of considering it.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Basically it is not a Bill.

Mr. Chairman: He wanted to introduce a bill. Suggestions and proposals given by Wasim Sajjad are sent to the Constitutional Committee for consideration.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Exactly sir.

Mr. Chairman: Now, we come to item No. 6. Wasim Sajjad Sahib and Mrs. Saeeda Iqbal.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! یہ بل تھا جوکہ قومی اسمبلی میں پاس ہو کر ایک پرائیویٹ ممبر بل کی حیثیث سے یہاں پر آیا ہے اور یہ ذمہ داری مجھے اور محترمہ سعیدہ اقبال صاحبہ کو سونپی گئی تھی کہ بحیثیت ایک پرائیویٹ ممبر بل کے اس کو sponsor کیا جائے تو اس کو ہم نے move کر دیا ہے۔ اس میں میری بات ہوئی ہے جناب بابر اعوان صاحب سے بھی اور مولانا شیرانی صاحب سے بھی۔ ان کی اس کے بارے میں کچھ تجاویز ہیں اور وہ کچھ ترامیم بھی دینا چاہ رہے ہیں تو مناسب یہ سمجھا گیا کہ اس کو فی الحال next session تک ڈیفر کر دیا جائے۔ اس دوران کوئی بھی ترمیم آتی ہے تو اس پر ہم غور کرکے کوئی راستہ نکالیں گے تاکہ یہ یہاں سے متفقہ طور پر پاس ہو سکے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ اس پر یہاں کوئی اختلاف سامنے آ جائے۔

جناب چیئرمین: جی سعیدہ اقبال صاحبہ۔

Senator Saeeda Iqbal: Sir, it was agreed by me and all concerned that the Bill may be deferred so that consensus should be developed.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب۔ ڈیفر کر دیتے ہیں۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Basically, in the Parliamentary Committee, one of the allies party of the present Government, Jamiatul Ulma-e-Islam, had reservations and they thought that the Bill is

offensive to certain Islamic provisions. Then I spoke to the honorable Leader of the Opposition, I also spoke to the leadership of Jamiatul Ulma-e-Islam and both the sides who were kind enough to get deferred this Bill and to sit together and build consensus on it and then bring it again.

Mr. Chairman: The Bill is deferred.

جی شیرانی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ ہو گیا ہے۔ جی آپ فرمائیے۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: میں قائد حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری درخواست پر غور فرمایا ہے اور اس کے بعد پارلیمانی امور کے وزیر بابر اعوان صاحب اور قائد ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور پارلیمانی حکومتی ممبران کا جو اجلاس بلا کر ان کا اعتماد لیا۔ میں محترمہ صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بھی اس اجلاس موجود تھیں اور ان سب نے یہ طے کیا ہے کہ ہاں اس کو آج ملتوی کرنا چاہیے تاکہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر اس کو آئین کے Article 227 کے مطابق بھی بنا سکیں اور ہم قرآن و سنت کی ہدایت کے مطابق اس کو بنا سکیں۔ میں تمام کا شکر گزار ہوں اور اس کی Mover صاحبہ کا بھی۔ اگر یہی جذبہ ایک دوسرے کو سننے اور سمجھنے کا ہو گا تو یہ ملک کے لیے بھی فائدہ مند ہو گا اور ہاؤس بھی اتفاق اور اتحاد سے چلے گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ ۔ ایٹم نمبر ۸۔ ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔

Discussion on the Commenced Resolution. Do you want to take up this matter Dr. Sahib?

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں نے یہ ۲۷جولائی کو moveکیا تھا اور تمام اراکین نے اس کی حمایت کی تھی لیکن وہ تفصیلات یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک جن لوگوں کے قرضے معاف کیے گئے ہیں ان کے ہمیں نام بتائے جائیں اور پوری تفصیل دی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ چیز تو یہاں نہیں لکھی ہوئی۔ Do you want to amend this resolution?

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: نہیں جناب! یہاں اس کی جو تفصیلات تھیں وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ میں نے یہاں یہ کہا تھا کہ اس کی تمام تفصیل بھی ہمیں دی جائے اور پھر ان سے ان رقوم کی واپسی کا انتظام کیا جائے چونکہ جو کچھ اخبارات میں چھپتا رہتا ہے، اربوں ، کھربوں کی رقم ان لوگوں کو معاف کی جاتی ہے ، وہ کن خدمات کے صلے میں ہے ہمیں کوئی معلوم نہیں ہے۔ رقوم اتنی زیادہ ہیں کہ اگر ان رقوم کو بحق سرکار ان سے واپس لیا جائے تو کیری لوگر بل وغیرہ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں پڑے گی اور اس ذلت اور رسوائی سے بھی ہم بچ جائیں گے۔ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ ہماری ملکی معیشت ٹھیک ہو سکتی ہے۔ صرف ان لوگوں سے جن کو قرضے معاف کیے گئے

ہیں اگر ان سے وہ قرضے واپس لیے جائیں۔ ان کی تفصیلات ہمیں دے دی جائیں تاکہ ہم اس پر بحث کریں ۔ ہمیں تفصیلات سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ جی نیئر بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Regarding wordings as you have rightly pointed out

اگر ڈاکٹر صاحب کا Calling Attention Notice ہوتا یا question ہوتا تو we would have asked the concerned Minister to furnish the detail. میری ان سے یہ request ہو گی کہ یا تو اس کو amend کر لیں اور ہاؤس کی permission لے لیں then we can ask the Ministry of Finance to bring the details from the State Bank یا پھر اگر Chair direct کرتی ہے ۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Thank you Mr. Chairman. The Government has absolutely no reservation for the discussion on this Commenced Business.

ہمیں بالکل کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اس پر ابھی بحث کرنا چاہیں ۔ جب بھی کرنا چاہیں ،گورنمنٹ اس پر بحث کرنے کے لیے تیار ہے اور ہمیں بالکل کسی طرح سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔Let me make this clear on the floor of the House اور دوسری بات جناب! یہ ہے کہ this is a commenced business اب اس کا ایک option جو آپ نے دیا، ایک تو وہ ہے کہ فاضل ممبر اس میں information مانگ لے۔ دوسرا option یہ ہے کہ آپ اس کو talk out کروا لیں۔ وہ حضرات اور خواتین جو اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ بحث کر لیں اور بحث مکمل ہو جائے گی۔ اگر یہ اس کو talk out کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ information جو یہ seek کر رہے ہیں وہ شاید اس طرح سے سامنے نہ آ سکے۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہ دونوں میں سے ایک optionاختیار کر لیں ۔ ہمیں تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ایک منٹ کے لیے۔

Please see it is only concerning the mover and the Minister and not anybody else.

اگر ہم نے اس پر discussion کی then it will be put to vote also for the purpose of either approval or rejection. میں نیئر بخاری صاحب اور ڈاکٹر خالد سومرو صاحب سے جو نتیجہ اخذ کر چکا ہوں وہ یہ ہے کہ جتنے بھی لوگوں کے قرضے write off کیے گئے ہیں ان کے نام آئیں ، ان کی تفصیل آئے تاکہ اس کے بعد اس پر بحث کی جائے۔ اس کے اندر دو چیزیں ہوں گی۔ پہلے تو نام آنے چاہییں، پھر اس کے بعد اگر کوئی loan write off ہو گیا ہے it will be seen whether it has been done under a policy, under certain rules and procedure or law and whatever has been written اس کو ختم کرنا پڑے گا، پھر recovery start ہو گی۔ یہ ساری چیزیں ہیں اب ڈاکٹر خالد سومرو صاحب اس پر فیصلہ کریں کیوں کہ متعلقہ دونوں وزیر صاحبان بھی ملک سے باہر ہیں۔ آپ چاہے اس کو amend کریں یا withdraw کر کے نیا لانا چاہیں جو بھی آپ فیصلہ کریں لیکن جو میں عرض کر رہا ہوں اس کو بھی ذرا نظر میں رکھیں اور جیسے کہ and accordingly we will proceed ahead

وزیر صاحب نے فرمایا کہ انھیں کوئی اعتراض نہیں ہے اس پر بحث ہو اور جو بھی اس کا آخر میں نتیجہ نکلے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں آپ کا اور وزیر صاحب کا مشکور ہوں کہ ساڑھے تین سال کی محنت کے بعد یہ قرار داد آئی ہے ، میں اسے قطعاً withdraw نہیں کروں گا ۔ ان کو یہاں پر تفصیل دینی چاہیے تھی کہ وہ لٹیرے ہیں جنہوں نے ہمارے ملک کو لوٹا ہے ، جن کے قرضے write off کیے گئے ہیں یا reschedule کیے گئے ہیں ، کم از کم وہچہرے ہمارے سامنے آنے چاہییں۔ اس پر آپ voting کرا لیں ، اس پر بحث ہونی چاہیے۔ میں اس میں تاخیر نہیں چاہتالیکن یہ میرا حق تھا کہ مجھے تفصیلات سے آگاہ کر دیا جائے ۔ میں ساڑھے تین سال سے چیخ رہا ہوں لیکن ہمیں تفصیلات نہیں مل رہی ہیں۔ ان لٹیروں کو کیوں چھپایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ اس وقت جو resolution میرے سامنے ہے وہ commenced resolution ہے۔ اس کی wordings میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اسی لیے میں نے کہا کہ مجھے ذرا original دکھایئے کہ اگر آپ نے اردو میں دیا ہے تو کیا اس کی صحیح translation کی گئی ہے یا نہیں اور اگر انگلش میں ہے تو اس کی wordings کیا ہیں۔ آپ کی قرار داد جو اردو میں ہے وہ میرے سامنے آگئی ہے۔ قرار داد یہ ہے۔

'یہ ایوان حکومت سے پر زور سفارش کرتا ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک جتنے بھی سرکاری اداروں ، بنکوں اور مالیاتی اداروں سے جن جن لوگوں کے قرضے معاف کیے گئے ہیں وہ ان سے فی الفور واپس کرائے جائیں ۔'

You have asked for the recovery of the loans given to whomsoever by the government institutions, by the banks or the NDFIs,

جو کہ write off ہو گئے ہیں ۔ اب اس کے لیے تو پہلے لسٹ منگوانی چاہیے اور یہ منگوانا چاہیے کہ یہ write off کس base پر ہوئے ہیں۔ کیا کسی قانون کے نیچے ہوئے ہیں ، کسی پالیسی کے نیچے ہوئے ہیں اور کیا جو write off ہوئے ہیں ان کو کیسے set aside کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے ہیں۔ اب resolution ہاؤس کے پاس ہے and if it is passed, it is request to the Government to take action on it and the Government will have to consider it to take action ہم جو بھی resolution pass کریں ، میری آپ سے گزارش ہو گی کہ یہ قانون ، آئین اور rules کے مطابق ہوں تاکہ یہ پتا چلے ہاؤس نے کوئی resolution pass کیا ہے۔ اس کے اندر ایک وزن ہے ۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میری یہ استدعا ہے کہ آپ ایک resolution لائیں کہ پہلے ان کے نام بتائے جائیں اور جو loan write off ہوئے ہیں وہ کس بنیاد پر ہوئے ہیں؟ اس کے بعد آپ ایک قرار داد لائیں گے کہ یہ جو loans write off ہوئے ہیں ان کو ختم کیا جائے اور recover کیا جائے۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں لیکن میں نے تو آپ کو گزارش کر دی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب چیئرمین! میں نئی قرار داد پیش کرتا ہوں اور اسے اسی سیشن میں لینا چاہیے، کیا آپ اتنی مہربانی کریں گے؟

جناب چیئرمین: اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ آپ لے آیئے اور Secretariat accordingly میں آ جائیے تو as soon as possible اس resolution کو لے لیا جائے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ اسی سیشن میں اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی next private members day پر لے آئیں گے ۔ اگلے Monday کو ۔ آپ اس کو withdraw کر رہے ہیں؟ اس کو withdraw کر کے next Monday کو آپ نیا لےآیئے تاکہ اسے Monday کو place کر دیا جائے۔ میراخیال ہے کہ یہ premature ہے اور جس طرح میں نے عرض کیا اور میرے خیال میں حاجی غلام علی صاحب بھی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جی حاجی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں کیوں کہ آپ بھی ان کے ساتھی ہیں، ان کی پارٹی کے ہیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! ڈاکٹر صاحب تین، ساڑھے تین سال کے طویل عرصے کےبعد جو قرارداد لائے ہیں ، ان کا مقصد اور منشا یہ تھا ،اور میرے خیال میں ہم سب کا مقصد اور منشا بھی یہی ہے کہ اس ایوان کو سب سے پہلے نام بتائے جائیں، loan کب لیے گئے اور کتنے لیے گئے اور ان پر interest کتنا تھا۔ کیا صرف interest معاف ہوا ہے یا principal amount بھی معاف ہوئی ہے۔ اس کی مکمل detail آنی چاہیے۔ ٹھیک ہے ہم ڈاکٹر صاحب سے request کریں گے کہ وہ written form میں نئی قرارداد دے دیں۔

جناب چیئرمین: اس کو آپ withdraw کر لیجیئے اور ایک نئی قرارداد دے دیجیئے۔ جی ڈاکٹر بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں اس میں ایک amendment پیش کرنا چاہتا ہوں آئین کے تقاضوں کے مطابق۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ڈاکٹر بابر اعوان صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں ان کو کہہ لینے دیجیئے پھر دیکھتے ہیں۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: I just wanted to inform the House through the Chair.

پہلی بات یہ ہے کہ میری جماعت کے کسی آدمی نے قرضے معاف نہیں کرائے، اس لیے ہمیں کوئی فکر نہیں۔ اصل issue یہ ہے کہ قرضے تین قسم کے معاف ہوئے ہوئے ہیں۔ میں legal issue بتا رہا ہوں۔ یہاں سارے وکیل بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک قرضہ وہ ہے جو پچاس ہزار کسی نے لیا تھا، وہاں زلزلہ آگیا تو وہ معاف ہوگیا۔ اسی طرح سے اس علاقے میں کوئی گڑبڑ ہوگئی، insurgency ہوگئی تو وہ قرضہ بھی معاف ہوگیا۔ جب آپ ایک blanket بات کرتے ہیں ، تمام قرضے جو معاف ہوئے تو پھر 1947ء سے لے کر سارے flood والے بھی درمیان میں آجائیں گے، زلزلے والے بھی آجائیں گے۔

جناب چیئرمین: cyclone والے بھی آجائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: Compassionate ground والے بھی واپس آجائیں گے اور دوسرے لوگ بھی واپس آجائیں گے۔ اس کو examine کرلیں۔ This is number one.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس کو properly word کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: ایک اور چیز جو بڑی important ہے وہ یہ ہے کہ کچھ cases ایسے ہیں، یہ بھی آپ دیکھ لیجئیے ، میں آپ کے سامنے Constitutional provision رکھ رہا ہوں، کچھ cases ایسے ہیں جو سپریم کورٹ نے decide کئے ہیں۔ مثلاً آپ کے علم میں بھی ہے، وسیم سجاد صاحب کے علم میں بھی ہے، میرے علم میں بھی ہے، شاہ صاحب کے علم میں بھی ہے۔ ایس ایم ظفر صاحب ہوتے تو وہ بھی آپ کو بتا سکتے ہیں کہ Circular 29 کے cases تھے اور جسٹس نواز عباسی صاحب کا بینچ تھا۔

جناب چیئرمین: Circular 29 پر تو بڑی judgements ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: ایوان کو آپ تھوڑا سا rules کے مطابق، Constitution کے مطابق چلائیں گے اور آپ یہ نہیں کہیں گے کہ جو فیصلے ہوئے ہم ان کو بھی نہیں مانتے، یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پھر ان judgements کو آپ یہاں پر کس طرح discuss کر سکتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جب یہ Resolution آئے تو ساری چیزوں کو مدنظر رکھیں اور جس طرح چاہیں کریں۔ Government has no issue. ہم نام بھی دیں گے، جو ہمارے پاس information ہے وہ ساری دیں گے۔

Mr. Chairman: One minute please. Dr. sahib, are you withdrawing the Resolution?

چلیں آج اس کو defer کر دیتے ہیں، پھر آپ جو مناسب سمجھیے گا۔ میں تو یہی کر سکتا ہوں۔ آپ اسے amend کرنا چاہتے یا withdraw کرنا چاہتے، it is your own prerogative. O.K. it stands deferred.

سینیٹر وسیم سجاد : ڈاکٹر خالد سومرو صاحب کی جو اصل منشا ہے وہ یہ ہے کہ وہ کچھ information Government سے لینا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ قرضے کن لوگوں کے معاف ہوئے، کب ہوئے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ question پوچھا جاتا ہے۔ Resolution کوئی بھی ہوگا اس میں information نہیں آئے گی، Resolution میں discussion ہوگی۔ اس لیے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ مشورہ کر لیں اور اس پر سوال پوچھ لیں، اس میں ساری information آجائے گی۔

جناب چیئرمین: اسی لیے میں ان سے کہہ رہا تھا کہ اس کو withdraw کرلیں اور پھر مناسب working کرکے پیش کر دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: سوال کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ سوال واضح ہے، تفصیلات ہمیں ملنی چاہیئں۔ ساڑھے تین سال سے میں چیخ رہا ہوں۔ قومی مفاد کا ایک مسئلہ ہے، میں ابھی amendment پیش کرتا ہوں اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اب آپ یہ فیصلہ کیجیئے کہ اس کو آپ defer کرانا چاہتے ہیں یا withdraw کرنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب آپ بعد میں پیش کردیجئیے .accordingly جی بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں عرض کر رہا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے 1947 ء سے اب تک کا کہا ہے۔ یہ 1985 pattern جونیجو اور ضیاء الحق کے دور میں political قرضے معاف کر دیے تھے۔ اب 1947 ء سے لے کر 1985ء تک اتنا لمبا period ہے۔ دوسری میری عرض یہ ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے قرضے پچاس ہزار، ساٹھ ہزار ، لاکھ روپے اگر consider کیے گئے تو مشکل ہوجائے گا۔ لہذا ایک ملین اور above والے consider کیے جائیں۔

Mr. Chairman: O.K. It has been deferred. Let him word it accordingly. Now we come to item No.9. Maula Bakhsh Chandio sahib, please move the Resolution.

## Resolution
## Re: Benazir Income Support Programme

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان ملک کے غریب لوگوں کے لیے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کرنے کے ضمن میں حکومت کی ستائش کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جناب۔ اس پر کیا کہتے ہیں، speeches کرتے ہیں۔ Speech shall not exceed 10 minutes, mover may speak for 30 minutes as well as the Minister sahib in reply. اور جو سینیٹر صاحبان اس discussion میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری صاحب کے پاس آکر اپنے اپنے نام لکھوا دیجیے اور چانڈیو صاحب start کریں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: بڑی مہربانی چیئرمین صاحب۔ میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا تاریخی پروگرام ہے جس میں غریب عوام کے لیے جو رقم رکھی گئی اور جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے اس کا direct فائدہ غریبوں کو پہنچتا ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا کوئی پروگرام نہیں تھا جس کی رقم direct عوام تک پہنچے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی بڑی رقم بھی کبھی مختص نہیں کی گئی غریب لوگوں کے لیے۔ 2008-09 میں اس پروگرام کے لیے 22 ارب روپے رکھے گئے اور یہ رقم 18 لاکھ خاندانوں میں براہ راست تقسیم کی گئی۔جناب چیئرمین! اس سال یہ رقم بڑھا کر70 ارب روپے کی گئی ہے۔ اس رقم سے اب پچاس لاکھ خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔

جناب چیئرمین! یہ سکیم کسی مخصوص علاقے، مخصوص گروہ یا مخصوص پارٹی کے لیے نہیں ہے۔ اس پروگرام میں سارے ملک کے لوگ بلا تخصیص شامل ہیں۔ اس پروگرام سے جہاں پاکستان کے دوسرے علاقے فائدہ اٹھائیں گے وہاں فاٹا ، آزاد جموں کشمیر سمیت پاکستان کے دوسرے علاقوں کو بھی اس سکیم سے فائدہ ہوگا۔

جناب چیئرمین! اس سکیم کے تحت emergency package تیار کرکے بھی فاٹا اور سوات کے متاثرین کے لیے بھی فوری امداد کی گئی ہے۔ تقریباً 28

ملین، 3963 خاندانوں کو فائدہ دیا گیا ہے۔ تقریباً 26 ملین کی رقم بلوچستان کے زلزلے کے متاثرین کے لیے بھی 349000 خاندانوں میں تقسیم کی گئ ہے۔

جناب چیئرمین! اس پروگرام کے تحت UBL سے طے کیا گیا ہے کہ وہ اپریل 2009 سے لے کر 2019 تک ویزا کارڈ کے ذریعے متاثرہ خاندانوں میں ایک ہزار روپے ماہانہ بھی تقسیم کرے گا اور یہ رقم انتہائی شفافیت کے ساتھ اور براہ راست غریب عوام تک پہنچ رہی ہے اور یہ پہلی بار ہے کہ غریبوں کو امداد دینے کے لیے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے کہ ATM card کی طرح deposit scheme card کی طرح اور smart card کے طریقے کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

اس پروگرام کی تمام سیاسی پارٹیوں نے تعریف کی ہے اور دونوں ایوانوں میں اس پروگرام کی تعریف کی گئی اور اس پروگرام کی شفافیت اور افادیت پر بین الاقوامی اداروں نے بھی اعتماد کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے بھی اس میں بڑھ چڑھ حصہ لیا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ جہاں پورے پاکستان کے لوگ اور پاکستان کی تمام پارٹیاں اس پروگرام کی تعریف کر رہی ہیں اور میں نے ان کی تقریریں سنی ہیں، میں پچھلے دنوں ناز اور لاڈوں کی پالی ہوئی ایک خاتون رہنما کا interview سن رہا تھا ۔ وہ مذاق اڑا رہی تھیں اس پروگرام کا۔ مزاحیہ لہجے میں اس کی گفتگو تھی۔ کبھی میرا آمنا سامنا ہوا تو میں ضرور اس سے کہوں گا کہ اس طریقے سے غصے میں آنا تو آپ کو عمر کے آخری حصے میں آنا چاہیے لیکن آپ تو اتنی چھوٹی عمر میں ہی لڑاکو بڑھیا کی طرح لگتی ہیں۔ یہ انداز آپ کو ٹھیک کرنا چاہیے۔اب وہ لاڈوں کی پلی کہہ رہی تھی کہ ہزار اور دو ہزار کا کیا ہے۔ اس کو ہزار دو ہزار روپے کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ انہیں ان لوگوں کے پاس جانا چاہیے جنہیں غربت کا پتا ہے کہ غربت کیا ہے۔ ان کو پتا ہی نہیں غربت کیا ہے؟ ان کو ان غریب خاندانوں میں جانا چاہیے جن کے بڑے سارا دن فٹ پاتھ پر بیٹھ کر مزدوری کا انتظار کرتے ہیں اور شام کو لوٹ کر آتے ہیں۔ انہیں پتا ہے کہ دوہزار روپے کی کیا اہمیت ہے۔ جن کے خاندانوں میں مردوں کے کاندھوں سے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، جن کی عورتوں کے کپڑوں کو پیوند لگے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ دو ہزار اور ہزار روپے کی اہمیت کیا ہے۔ انہیں غربت کا پتا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے غربت دیکھی ہوتی تو یہ کبھی بھی اس پروگرام کا مذاق نہ اڑاتے۔ انہوں نے کبھی غریبوں کے لیے سیاست کی ہی نہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اقتدار کے لیے سیاست کی ہے۔ یہ ہر وقت اقتدار حاصل کرنے کی سازش میں رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس پروگرام کے تحت چند دن پہلے ایک نئے پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے جو ایک نہایت تاریخی پروگرام ہے ۔ اس کے تحت جن لوگوں نے بھی اس پروگرام کے فارم بھرے ہیں ، اس میں سے قرعہ اندازی کی گئی ہےاور اس میں سے تین ہزار کے گروپ میں سے ایک آدمی کو تقریبًا تین لاکھ روپے آسان قرضے پر دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس پروگرام کی سب سے بڑی سکیم ہے۔ ان کو میں کچھ نہیں کہتا، میں کہتا ہوں کہ ان کو غریبوں سے چڑ ہے۔ غریب کا یہ نام سننا نہیں چاہتے ورنہ اس پروگرام پر اتنا غصہ نہ نکالتے اور پروگرام بھی تھے لیکن انہوں نے اس پروگرام کو ہی دیکھنا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو بھوک کا پتا نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ ان کو افلاس کا پتا نہیں ہے، میں کہتا ہوں

کہ ان کو غربت کا پتا نہیں ہے۔ مجھے آج سالوں کے بعد اپنے ایک دوست کا سنایا ہوا شعر یاد آرہا ہے، شاید غلط ہو کہ

افلاس نے بچوں کو بھی سنجیدگی بخشی
سہمے ہوئے رہتے ہیں شرارت نہیں کرتے

جن کو غربت کا پتا ہے کہ دو ہزار روپے کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ میں آپ کا مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا لیکن میں کہتا ہوں کہ ہم بھٹو شہید کے پیروکار ہیں، ہم نے غربت کے خاتمے کے لیے سیاست کی ہے۔ بھٹو صاحب اس ملک سے، ایشیا سے اور دنیا سے غربت کا خاتمہ چاہتے تھے اسی لیے وہ غربت سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے ہیں۔ ان کی وارث بے نظیر صاحبہ بھی غربت کے خلاف جدوجہد کر رہی تھیں۔ ہمارے تمام پروگرام غربت کے خلاف ہیں، میں اس موقع پر اپنے صدر آصف علی زرداری صاحب کو اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کو اور اس پروگرام کی چیئرپرسن کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آصف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس طرح بے نظیر صاحبہ، شہید ذوالفقار علی بھٹو کے خوابوں کی تعبیر کی ہے اسی طرح ان کے پروگراموں پر اب بھی عمل کیا جا رہا ہے اور یہ کارنامہ آصف علی زرداری صاحب کا ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ عوام ان کے اس پروگرام پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اس پروگرام کو جاری رہنا چاہیے، آپ نے آنے والے دنوں میں جو insurance policy اپنائی ہے وہ بھی بہت اچھی ہے۔ میرے خیال میں یہ عوام دوست پروگرام ہے اس کو جاری رہنا چاہیے۔ تنقید کرنے والے تنقید کرتے رہیں گے، انہوں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ کسی بھی اچھی بات کی حمایت نہیں کریں گے۔ اب تو پاکستان میں پتا چل گیا کہ پیپلز پارٹی اگر سورج کو سورج بولے گی تو یہ سب مل جل کر دلیلوں کے انبار لگا دیں گے کہ یہ سورج نہیں ہے یہ کوئی اور مصیبت ہے۔ ان کو ترقی سے کوئی واسطہ نہیں ہے، ان کو صرف یہ لگی ہوئی ہے کہ کسی طریقے سے یہ حکومت چلی جائے۔ میں نے اس خاتون کا انٹرویو سنا ہے وہ آصف صاحب پر بول رہی تھی ۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان بارہ مہینوں میں آصف صاحب کو صدر کہنے سے آپ کو کیا محسوس ہوتا ہے۔ اس نے کوئی تنقید نہیں کی اس نے صرف اتنا کہا کہ میں حیران ہوں کہ آصف صاحب بیٹھے کیسے ہیں۔ اب ان کو یہی پریشانی ہے کہ وہ بیٹھے کیسے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ آنے والے اور پانچ سال وہ پریشان رہیں گی۔ اس ملک میں پیپلز پارٹی کی حکومت رہے گی، آپ اس ملک میں اس سسٹم کو چلنے تو دیں۔ اس سسٹم کو چلنے دیں، ہر پارٹی کو عوام نے موقع دیا ہے اس کو چلنے دیں، وہ اپنے منشور پر عملدرآمد کریں، آپ بھی اپنے دعووں کے ساتھ عوام کے سامنے آجائیں، ہمیں بھی موقع ملا ہے، مجھے یقین ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام یا اور سکیمیں ہیں یہ انشاء اللہ کامیابی کے ساتھ چلیں گی اور جو نتائج سامنے آئیں گے وہ پورے پاکستان کے لوگ دیکھیں گے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ میں اس پروگرام کے جاری کرنے والے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ پروگرام جمہوریت کے ساتھ چلے گا اور مزید ترقی کرے گا ۔ غریب لوگوں کو اور بھی سہولتیں حاصل ہوں گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: شکریہ جناب چیئرمین۔ اس پروگرام کے حوالے سے چانڈیو صاحب نے جو باتیں کی ان کو سپورٹ کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پروگرام جب شروع کیا گیا تو یہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو ایک tribute تھا، ایک خراج تحسین تھا جو موجودہ حکومت نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ پروگرام بنیادی طور پر جس کو ہم financial jargon کہتے ہیں جس کے ذریعے غریب خاندانوں کو جو poverty line سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، ان کی روزمرہ کی ضروریات، کھانے کے حوالے سے یا کپڑے کے حوالے سے ہوں اس کو اس targeted subsidy or direct subsidy کے ذریعے مدد کرنے کے لیے یہ پروگرام شروع کیا گیا جس کو بے نظیر انکم سپورٹ کا نام دیا گیا۔

جناب والا! مجھ جیسے لوگ یقینًا یہ چاہیں گے کہ یہ tribute جو موجودہ حکومت شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو پیش کر رہی ہے اس کے اندر کوئی خامیاں نہ رہیں اور اگر کوئی criticism ہے تو اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، اگر کوئی خامیاں ہیں تو ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا کہ اگر کوئی criticism کہیں سے آ رہا ہے، یا کوئی تنقید ہو رہی ہے تو ہم اس کو اگر ٹھیک کر لیں گے تو یقینًا وہ پاکستانی عوام کے لیے، پاکستانی غریبوں کے لیے بہتر ہوگا۔ میں اس پر زیادہ بولنا نہیں چاہوں گا لیکن صرف دو پوائنٹس جو مجھے مختلف حوالوں سے، عوام الناس کی طرف سے یا جو لوگ اس پروگرام میں ہیں، یا جو لوگ affected ہیں ان کی طرف سے سامنے آ رہے ہیں جس کو میں وزیر صاحب کی توجہ کے لیے یہاں پیش کرنا چاہوں گا۔ ان کے ذریعے جو بھی اس پروگرام کو چلا رہے ہیں ان تک پہنچانے کی ذمہ داری ان کو تفویض کروں گا۔

جناب والا! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ پروگرام ہم نے جب شروع کیا گیا تو میری اطلاع کے مطابق اس کے لیے پچھلے سال پینتیس ارب روپے رکھے گئے۔ اس کے لیے جتنے فارم جمع ہوئے اور جتنے فارم ہم نے پارلیمنٹیرین کے ذریعے distribute کئے یہ حکومت کی سکیم تھی ۔ اس میں قباحتیں بھی ہو سکتی ہیں، اس میں criticism بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح کیوں کیا گیا۔ بنیادی طور پر یہ اتنا نامناسب نہیں تھا کہ across the board حکومت نے تمام ایم این ایز کو، سینیٹروں کو آٹھ آٹھ ہزار فارم دیئے جن کے ذریعے وہ فارم distribute ہوئے اور وہ عام لوگوں تک پہنچے۔ اس پربھی criticism نہیں ہے کہ کسی سینیٹر نے یا کسی ایم این اے نے اپنے طور پر کوئی غبن کیا ہو یا کوئی ایسا کام کرنے کی کوشش کی ہو جو اس کے مطابق نہ ہو تقریباً across the board یہ ضرور کہا جا رہا ہے کہ جتنے بھی فارم تقسیم ہوئے ہیں وہ by and large ان لوگوں کو ملے ہیں جو لوگ اس کے حقدار تھے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جب یہ فارم واپس آئے، یقیناً اس کے لیے وقت بھی کم تھا اور فارم کو پر کرنا بھی کافی مشکل تھا لیکن پھر بھی بہت سارے فارم جو تقسیم کئے گئے وہ واپس بھی آئے۔ اب جب وہ واپس آئے تو اس میں اطلاعات یہ ہیں کہ تیس سے چالیس فیصد فارم نادرا سے reject ہوگئے ہیں۔ پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ بابر اعوان صاحب اس resolution پر بات کریں گے ۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلے تو یہ بتایا جائے کیونکہ ابھی تک جتنے بھی ایم این اے اور سینیٹرہیں ان کو یہ نہیں پتا کہ اگر ہم نے فارم

دیئے ، آٹھ ہزار فارم میں سے اگر سات ہزار فارم جمع کروائے اس میں سے کتنےreject ہوئے اور کیوں reject ہوئے یہ آج تک کسی کو پتا نہیں ہے۔ یقیناً یہ far flung areas میں دیئے گئے ہیں تو شکایات تو آرہی ہیں لیکن وہ لوگ ہمیں پوری کی پوری information نہیں دے سکتے اس لیے کہ وہ بہت دور دراز علاقوں میں ہیں جہاں سے وہ شاید ہم تک پہنچ بھی نہیں سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے mechanism تو یہ بنائیں کہ ان سینیٹرز اور ایم این ایز کو convey کیا جائے کہ آپ کے یہ فارم reject ہوگئے ہیں اور اس وجہ سے reject ہوگئے ہیں آپ kindly دوبارہ فیلڈ میں جائیں ۔ ہمیں لوگ بتا رہے ہیں کہ بہت سے فارم reject ہوگئے ہیں۔ میری بابر اعوان صاحب سے درخواست ہے کہ وہ کوئی ایسا mechanism بنائیں جس کے ذریعے ہمیں پتا چلے کی فلاں فارم reject ہوگئے ہیں۔

نمبر ۲ یہ ہے کہ اس میں lower level پر کرپشن کی بہت سی اطلاعات ملی ہیں کہ distribution کے لیے جو پیسے گئے ہیں مثلاً کسی فارم کو process کرتے ہوئے چار یا چھ مہینے لگ گئے تو جو منتظمین ہیں انہوں نے پیسے کتنے بھیجے ہیں مثلاً چار مہینے کے چار ہزار روپے اکٹھے گئے تو یہ اطلاعات ہیں کہ اس میں Post office کے level پر بہت سی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے بھی اس کا نوٹس لے لیا ہے لیکن میں پھر بھی چاہوں گا کہ اس کا مزید نوٹس لیں کہ پوسٹ مین پابند ہوں کہ جس کا فارم ہے اس کو ایک ہزار روپے مہینے کا ملے تو ان دو areas کے اندر میں چاہوں گا کہ حکومت اس کو دیکھے۔باقی اور جگہوں پر بھی مختلف شکایات آئی ہوں گی لیکن میں ان سے request کروں گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ آج صرف پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر نہیں ہیں وہ across the board ہیں، تمام طبقات اور تمام سیاسی جماعتوں کے اندر بھی ان کے لیے ایک respect ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس پروگرام کی وجہ سے ہم یہ tribute ان کو پیش کر رہے ہیں ۔اس tribute کو اس انداز میں پیش کریں کہ تمام لوگ اس سے فائدہ بھی حاصل کریں اور اس کو ایک اچھے انداز میں ہم لے کر چلیں۔بہت مہربانی بہت شکریہ ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب ، پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر محمدابراہیم خان : شکریہ جناب چیئرمین ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! میں جناب مولا بخش چانڈیو صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ایوان کے اندر یہ اہم موضوع بحث کے لیے پیش کیا ہے۔ میری سب سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ مجھے بھی آٹھ ہزار فارم ملے تھے اور میرے اکثر فارموں پر بہت ساری خواتین کو پیسے بھی مل چکے ہیں ۔ جو مسترد ہوئے ہیں ان کے لیے میں نے دوبارہ نادرا کو لکھا ہے ۔ اس میں بھی کئی خواتین کو پیسے ملے ہیں لیکن کئی خواتین کو پیسے نہیں مل سکے ہیں اس کے بارے میں بعد میں گزارش کروں گا ۔

میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس پروگرام کو قانونی بنیاد فراہم کی جائے۔گزشتہ session میں بھی آرڈیننس laid ہوا تھا اور چار مہینے گزر نےکے بعد وہ lapse ہوگیا ۔ کل یہی ordinance promulgate کرکے دوبارہ پیش کیا گیا ہے ۔ یہ ۳۱ اگست کو notify ہوا ہے اور ۳۱ اگست کے بعد چار مہینے گزریں

گے تو یہ دوبارہ lapse ہو جائے گا۔اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس ordinanceکو باقاعدہ قانون سازی کے لیے ایوان میں لایا جائے اور اس کو باقاعدہ قانون کی شکل دی جائے تاکہ قانون اس کی بنیاد بن سکے ۔

میری دوسری گزارش یہ ہوگی کہ یہ رپورٹ ہے اگر یہ غلط ہے تو اس کی بھی وضاحت ہونی چاہیے اور اگر اس کی رپورٹ درست ہے تو اس بات کی درستگی ہونی چاہیے کہ بیت المال کی رقم اس طرف deviate کی گئی ہے ۔بیت المال سے بھی غریبوں کو امداد ملتی تھی اس لیے اس کو ختم نہ کیا جائے ۔ اس کی رقم وہیں پر ہونی چاہیے ۔یہ رقم یہاں سے نہ لی جائے ۔البتہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ جن خواتین کو یہاں سے فنڈز ملے ان کو پھر وہاں سے نہ ملیں اور ایک یہ بھی گزارش ہے کہ ایک ہزار روپے ماہانہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے ۔ بیت المال سے بعض لوگوں کو اس سے زیادہ رقوم مل رہی تھیں تو اس لیے اگر ان کی ضرورت ایک ہزار روپے سے زیادہ ہے تو اس کو بھی دیکھا جائے کہ وہ support ختم، نہ ہو وہ support بھی ملے اور اس کے لیے الگ سے فنڈ ہو اور یہ فنڈ جاری رہے ۔

میری تیسری گزارش یہ ہے کہ مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ کی بنیاد پر بہت سارے فارمز مسترد ہوئے ہیں اور میرے حلقہ نیابت میں ایسے لوگ ہیں ۔مجھے ایسے cases ملے ہیں کہ ایک خاتون کے بھائی کا مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ ہے اور یہ خاتون اس کے ساتھ نہیں رہ رہی ہے اس کی شادی ہو چکی ہے اور یہ اپنے خاوند کے گھر میں رہ رہی ہے لیکن اس کے بھائی کے مشین ریڈایبل پاسپورٹ کی وجہ سے اس کا فارم مسترد کیا گیا ہے ۔ میں نے یہ لکھا بھی ہے لیکن اس کے باوجود مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ کے بارے میں باقاعدہ مجھے نادرا کی طرف سے چٹھی مل گئی کہ جس خاندان میں مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ ہے اس کو یہ امداد نہیں مل سکتی اور یہ بات قطعی ہے ۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس بات کو دوبارہ زیر غور لایا جائے ۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلو ں کہ ہمارے علاقے سے لوگ پاسپورٹ پر محنت مزدوری کے لیے جاتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ پاسپورٹ بنا لیتے ہیں اور ان کو جانے کا موقع نہیں ملتا تو اس خاندان کی خاتون بھی اس امداد سے محروم ہے ۔اس کو محروم نہیں ہونا چاہیے اس بات کو دیکھا جائے اور اس امداد کو جاری رکھا جائے ۔

اس سے پہلے بھی میرے کئی دوستوں نے اس فنڈ کے نام پر اعتراض کیا تھا ۔میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہر شخص کا احترام ہونا چاہیے اور دنیا سےجو رخصت ہو چکا ہے اس کا تو زیادہ ہی احترام ہونا چاہیے ۔جو مرحومین ہیں ان کا نام ہم احترام سے لیتے ہیں ان کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت میں اعلیٰ درجات سے نوازے، ان کی کوتاہیوں کو در گزر فرمائے لیکن میری یہ گزارش ہوگی کہ ہم اگر مرحومین کی سیاست سے نکل کر زندوں کی سیاست میں آ جائیں تو یہ بہتر ہوگا اوران کے تمام احترامات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہم آئندہ کی طرف دیکھیں اور ماضی میں جو کچھ ہوتا رہا ہے کہ pro or anti سیاست چلتی رہی ہے، اس سے ہم نکل آئیں۔ اس ملک میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلیں۔ اس وقت دنیا میں ہمارے ملک کی جو حیثیت بنی ہوئی ہے اور جن مشکلات سے ہم دوچار ہیں اس ملک کو ان مشکلات

سے نکالنے کے لیے ہم زندوں کی سیاست میں آ جائیں اور میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میرا مقصد کسی کے جذبات کو مجروح کرنا نہیں ۔مرحومین کا احترام اپنی جگہ لیکن ہم زندوں کی سیاست میں آ جائیں تو بہت بہتر ہوگا ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ ، ڈاکٹر صاحب بڑی اچھی suggestions پیش کی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ repromulgation ہوئی ہے اگر اس آرڈیننس کو نیشنل اسمبلی میں lay کر دیا جائے تو then it will be treated as Bill under Article 70 of the Constitution . تاکہ یہ process کے اندر تو start ہو جائے to be referred to the concerned standing committee of the National Assembly. جی طاہر حسین مشہدی صاحب ۔

Senator Col. (Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman! I, first of all would like to agree with my brother, colleague Senator Safdar Ali Abbasi, Mohtarma Benazir Bhutto Sahiba Shaheed is no longer only the leader or the ex-leader of Pakistan Peoples party, she is a Leader who is close to the heart of every Pakistani and all political parties recognize her great contribution to democracy, recognize her life of dedication to the poor, the suffering, the meek and the humble people of Pakistan and therefore, hold her in the highest esteems and her shahadat has no way diminished her memory, it has only enhanced it and given her greater glory then that she enjoyed in her life time. I think it is most befitting that for the first time in the history of Pakistan a poor-oriented action has been taken by a sitting government. Successive governments since the creation of Pakistan have been controlled by the inept ruling elite of the rich, the mighty and the powerful and all acts and actions of every successive governments both military and civil has been to protect that ruling elite, to protect the *wadiras,* the *jagirdars* the *surmayadars,* the big businessmen, the landlords of the country, the bureaucrats and the Generals, and nobody, in the history of Pakistan has really cared for the poor, the meek, the humble and the suffering people of Pakistan. This is the first government which has done something atleast a little bit to ease their sufferings which they have undergone since the creation of Pakistan. The people of Pakistan are the greatest people on earth. Mr. Chairman, they suffered in silence, they suffered in silence all type of hardships, neglected, torture and all types of social neglects and yet they remain loyal, dedicated, hardworking and patriotic. It is high time that we start thinking about them. I fully support Senator Maula Bakhsh Chandio's very apt and timely discussion on this topic and I am grateful that I have been given an opportunity to speak on it. It may not have been done by my party, it may be anybody's party but when somebody does good it has to be appreciated just as they have to be opposed if they do anything which is detrimental or against the people of Pakistan. In this instance, there can be no doubt whatsoever. Every right thinking person in the whole nation is grateful to the Government that it has done something for the poor, the meek and the humble.

Sir, one thousand rupees is too meager an amount. The money that is being given to them is the money of the people of Pakistan. It should be immediately enhanced to at least five thousand rupees so that the poor people

can come up to a reasonable living. Nobody in this country can live unless paid ten thousand rupees a month. That is a ground reality. If you want to feed two morsels into the mouth of your hungry children, you need at least this amount with the rising prices. Lines and queues for flour, nobody minds getting into queues. But then the humiliation, the degradation that is done to them, the people are beaten just to be given flour. This is the state of the poor people of Pakistan. They are going without sugar. While the rich and the mighty and the powerful flourish. Their sugar mills are full of sugar, millions of bags of sugar are hoarded. You can see it that there are millions of tons of sugar hoarded by the hoarders, the smugglers and the corrupt people who are at the helm of affairs. They do this hoarding and smuggling with the active support and patronage of the rich and the mighty and the powerful politicians and the powerful law enforcing agencies, and so, when something is given to the poor let us not bear grudge against them. Let us support them. I really do appreciate what they have done with the IDPs. They have given a visa card. Alright it is just one thousand rupees. But look at the respect and the dignity that they have given to those people. They do not go and ask for, put out their hands or palms, they do not ask for the money. They go like the richest and the best of the best of the world. They go with a visa card and they draw their one thousand rupees with dignity. I think that system should be introduced all over Pakistan and every poor person should be given a visa card and this amount should be enhanced far more. The outstanding loans, the loans written off to the rich and the mighty powerful people of Pakistan should be taken back and that money will be sufficient to finance this Benazir Bhutto Programme for the next century, if that money comes back, if the amount can be enhanced to ten thousand rupees a month without a burden on the National Exchequer.

Once again, I congratulate the Government. I hope that they do come up with more schemes for the poor and forget serving the rich as the rich are getting richer and the poor are getting poorer. So, any scheme that comes to help to alleviate the sufferings of the poor is a welcome step and this has to be praised. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Sabir Baloch Sahib.

Senator Sabir Ali Baloch: Thank you very much.

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے سینیٹر چانڈیو صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بڑا اہم resolution move کیا ہے اور اس کی تائید میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پروگرام Peoples Party کے انقلابی منشور کا ایک حصہ ہے۔ پیپلز پارٹی نے یہ ثابت کر دیا اور واضح کر دیا کہ جتنی سیاسی جماعتیں تھیں، جتنی عقوبتیں پہلے آتی رہی ہیں انہوں نے باتیں تو بہت کیں لیکن وہ جو کہتے ہیں actions speak louder than the words یہ اب پہلی دفعہ غریبوں کے لئے ایک جامع سکیم بنائی گئی ہے۔ Mr. Chairman, میں صدر پاکستان اور اپنی پارٹی کے Co-Chairman جناب آصف علی زرداری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری پارٹی کے لیے ایک زبردست فیصلہ کیا ، میرے دوست یار کہتے تھے کہ جناب ایک ہزار رو پیہ کم ہے۔ بات ایک ہزار روپے کی نہیں ہے۔ بات اس recognition کی ہے۔ اس چیز کو تسلیم کیا گیاہے۔ پہلی دفعہ پیپلز پارٹی نے

پاکستان کے غریب عوام کو اس محور میں ڈال دیا۔ اس کو اس stageپر ایک beneficiaryکا status دے دیا ہے۔ یہ پروگرام آگے بھی چلتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو increaseبھی کیا جائے گا۔ میں صرف ایک عرض کرتا ہوں آپ کی وساطت سے جناب چیئرمین کہ یہ پروگرام جب بنایا گیا تو سب سے بڑی بات اس کی implementationکی ہے۔ Bureaucracy اور دوسرے اداروں میں اس کی proper implementationنہیں ہو رہی، لوگوں کو اس لئے تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ bureaucracyمیں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ اس قسم کے انقلابی فیصلے جو ہمارے ہیں ان کو صحیح طریقے سے implementکیا جائے۔ میں گورنمنٹ سے اور اپنی پارٹی کے عہدے داروں سے جو ہمارے بڑے ہیں ان سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سکیم کو ان لوگوں کے حوالے کر دیا جائے کہ محسوس ہو کہ صحیح معنوں میں پیپلز پارٹی انقلابی پروگرام پہ یقین رکھتی ہے اور اس کو implementکرنے میں وہ بھی contributeکر سکیں گے۔ جناب والا! .Thank you very much for giving me some timeمیں اس پر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: .Thank you Senator Baloch سینیٹر محمد زاہد خان، سینیٹر حاجی غلام علی، سینیٹر گل محمد لاٹ۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Sir, first of all, I am thankful to you for giving me the floor.میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں غریبوں کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ ایک بہت بڑی سکیم شروع کی ہے، جس سے غریبوں کو اپنے گھر چلانے میں ایک بہت بڑی مدد مل رہی ہے۔ پہلی بار ۱۹۸۵کے بعد ایک trendبنایا گیا تھا کہ صرف سرکاری پارٹی کے جو پارلیمنٹ کے ممبران ہوتے تھے انہیں کوئی بھیschemes دی جاتی تھیں لیکن یہ پہلی بار ہے کہ ہماری حکومت نے آنے کے بعد یہ سکیم غریبوں کے لئے شروع کی اور انہوں نے پاکستان کی تمام پار لیمنٹ کے ممبران کو without any party affiliation یہ سارے cardsدیئے۔ اس سے غریبوں کی بھلائی ہوئی ہے۔ غریب عورتوں نے اپنے گھروں میں دیا جلایا ہے۔ Sir, I belong to Thur Districtاور میرا ضلع بہت ہی غریب ضلع ہے۔ پاکستان کے پسماندہ ترین ضلعوں میں سے یہ ایک ضلع ہے۔ میں نے ہزاروں cardsوہاں خود جا کر بانٹے ہیں اور میں آپ کو یقین کے ساتھ یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ ایک ہزار روپے جو ان غریب لوگوں کو مل رہے ہیں ، ان غریب عورتوں کو مل رہے ہیں انہوں نے ان کے گھر کے چلانے میں کتنی مدد دی ہے۔ وہ لوگ جو اس سکیم پہ criticizeکر رہے ہیں، میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شہروں میں بیٹھ کر TVپہ Mediaمیں بیٹھ کر criticizeکرنا بہت آسان ہے۔ شاید یہ ہزار روپے، big citiesمیں کوئی بڑا amountنہیں ہے کیونکہ اس سے زیادہ amountتو لوگ صرف سگریٹ پینے میں یا mobileاستعمال کرنے میں خرچ کردیتے ہیں لیکن غریب اور remoteعلاقوں میں یہاں لوگوں کے پاس ابھی تک کوئی بہت بڑی incomeنہیں، کوئی بڑے jobsنہیں ہیں۔ ان کے لئے یہ supportبھی ایک بہت بڑی supportہے۔ میں اپنے دوست مولا بخش چانڈیو کو سلام پیش کرتا ہوں کہ یہ matter یہاں لائے ہیں اور I am thankful to youکہ آپ نے میرے

کے colleague Senator کہنے پہ یہ National matter Assembly کو refer کیا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ permanently جب تک ہماری یہ حکومت ہے یا آنے والی حکومتیں آئیں گی ہماری شہید Chairperson کا یہ جو Income Support Programme ہے نہ صرف اس کو جاری رکھا جائے گا بلکہ اس amount کو next year سے کچھ بڑھایا بھی جائے گا۔ جناب پہلے سال اس پروگرام میں 30 billion amount رکھا ۔ اس سال 50 billion rupees amount ہے اور جو میری information ہے اس کے مطابق next year probably we are going to keep nearly 80 billion rupees for this programme اور اس پروگرام میں ہمیں maximum support بھی World Bank اور بیرونی ادارے کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جن لوگوں یا جن پارٹیوں نے اس پر تنقید کی ہے، ان کی تنقید ناجائز ہے۔ غریبوں کے لیے ہمارے ملک میں جہاں اور بہت سے مسائل ہیں، شوگر کا مسئلہ بنا ہوا ہے یا بیروزگاری کا مسئلہ ہے، اس لحاظ سے غریب لوگوں کے لیے یہ بہت بڑی سپورٹ ہے اور کسی صورت میں اس سکیم کو بند نہیں ہونا چاہیے۔

I am thankful to you and I request you again that this programme should countine.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر کھٹومل جیون۔

سینیٹر ڈاکٹر کھٹومل جیون: بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اس resolution کے mover جناب چانڈیو صاحب کو مبارک باد پیش کروں گا اور اس resolution کی تائید میں، میں صرف اتنا کہوں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا manifesto تھا روٹی، کپڑا اور مکان۔ پاکستان میں ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی نے غریبوں، مزدوروں، ہاریوں اور غریب طبقے کی بات کی ہے، غریب طبقات ہی پاکستان پیپلز پارٹی کی اصل جان ہیں۔ یہ پروگرام جب شروع ہوا تھا، میرے دوستوں نے کہا کہ یہ تیس سے پینتیس بلین روپے سے شروع ہوا تھا اور اس سال وہ بڑھا کر ۷۲ ارب روپے اس پروگرام میں رکھے گئے ہیں۔ جیسے لاٹ صاحب نے فرمایا کہ ہم دیہاتوں میں رہتے ہیں اور خاص طور پر ہمارے جو remote areas ہیں، جیسے ڈسٹرکٹ تھرپارکر ہے، جہاں پر کبھی کوئی development نہیں ہوئی ۔ پاکستان میں ایسے دیہات بھی ہیں، جہاں پر غریب لوگوں کا چولہا نہیں جلتا، وہاں پر محترمہ کے نام سے جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا ہے، اس کے بارے میں غریبوں سے جا کر پوچھیے، جب ڈاکیا وہاں جا کر ان کے گھر میں ان کو ہزار روپیہ دیتا ہے تو کم سے کم ان کا چولہا اللہ کے فضل و کرم سے ایک مہینہ جلتا رہتا ہے۔ صرف بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہی حکومت نے نہیں شروع کیا، اس کے علاوہ آپ نے دیکھا کہ بے زمین ہاریوں، خاص طور پر لیڈیز کے لیے especially سندھ سے یہ شروع کیا گیا ہے، لاکھوں ایکڑ زمین، سولہ سولہ ایکڑ زمین ایک غریب عورت جو ہاری ہے، کو الاٹ کی گئی ہے۔ صرف زمین ہی نہیں الاٹ کی گئی، اس کے ساتھ ان کو کھاد بھی دی گئی ہے اور بیج بھی دیا گیا ہے اور یہ بھی پیپلز گورنمنٹ کی ایک بہت بڑی achievement ہے۔ Programmes پر تنقید تو بہت ہوتی ہے، آپ نے آج کل میڈیا میں دیکھا ہے کہ ہر جگہ پر یہی بات ہوتی ہے ۔ کیڑے نکالے جاتے ہیں لیکن کیا پچھلی گورنمنٹ نے کبھی غریبوں کے لیے سوچا تھا؟ کیونکہ وہ ہمیشہ چور دروازے سے آتی تھی اور ان کے جو

election results آتے تھے، وہ بھی ہمیں پتا ہے کہ غریبوں کے ووٹ لے کر آتے تھے یا manipulated results تھے۔ اس وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی اگر کوئی بھی عوامی فلاح و بہبود کا پروگرام شروع کرتی ہے تو ان کو کانٹے کی طرح یہ چیزیں چبھنے لگتی ہیں۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ مالاکنڈ اور سوات میں جو آپریشن ہوا، اس میں ہمارے کتنے بیچارے لوگ بےگھر ہو کر آئے تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ، اس coalition government نے ہر واپس جانے والے خاندان کو، تقریباً تین لاکھ سے زیادہ لوگوں کو پچیس سے تیس ہزار روپے ہر آدمی کو واپسی کے وقت دیے۔ یہ بھی ایک بہت اچھی چیز تھی۔ اس کے علاوہ low cost house scheme کا جو پروگرام شروع کیا گیا ہے، وہ بھی قابل تحسین ہے، قابل تعریف ہے۔ اس کے علاوہ بےنظیر یوتھ پروگرام میں ہمارے لاکھوں سٹوڈنٹس ، غریب لوگوں کو مختلف اداروں، مختلفinstitutions میں فنی تعلیم دی جاتی ہے اور ان کو stipend دیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا پروگرام ہے، جس میں خاص طور پر سندھ میں چار پانچ لاکھ غریب بچے پڑھ رہے ہیں۔ میں پھر دوبارہ مولا بخش چانڈیو صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اپنی لیڈر شپ کو، اپنے Co-Chairperson آصف علی زرداری صاحب کو، اپنے پرائم منسٹر صاحب کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ہمارے پورے ایوان کی تائید اور پورے پاکستان کی تائید ان کو حاصل ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہمارے دور حکومت میں غریبوں کی تکالیف میں کمی آئے - Thank you very much Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر کھٹومل۔ سینیٹر ہمایوں خان۔

سینیٹر انجینیئر محمد ہمایوں خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میرے دوست میرےcolleagueجناب مولا بخش چانڈیو صاحب نے جو resolution پیش کیا ہے، یہ بہت اچھا resolution ہے۔ میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام basically بہت اچھا پروگرام ہے۔ یہ غریبوں کے لیے ہے۔ اس کے طریقہ کار میں بھی اس طرح کی اچھی باتیں ہیں کہ جیسے regardless of the party affiliationچاہے وہ کسی بھی علاقے کے ہوں، کسی بھی مذہب کے ہوں، کسی بھی صوبے کے ہوں، شہری علاقے سے ہوں، دیہی علاقے سے ہوں، سب کے لیے، تمام ممبران کے لیے برابر ہے۔ اس لحاظ سے یہ بہت اچھا پروگرام ہے۔ اس سال یہ رقم بڑھا بھی دی گئی ہے۔ میں کہوں گا کہ اس پروگرام کو continue رہنا چاہیے اور next time یہ رقم مزید بڑھا دینی چاہیے۔ distribution کے طریقہ کار میں کچھ خامیاں ہیں۔ اگر ان کو دور کر دیا جائے تو بہت سے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ بہت سے forms, 30 to 40% reject ہو رہے ہیں۔ جہاں بہت سے غریب لوگ ہیں، وہاں اتنے ہی ان پڑھ بھی ہیں جو form fill کرنے کا طریقہ ہے، نادرا کے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر جو انگوٹھے کا نشان ہے، وہ اور ہے اور جب form fill کیے جاتے ہیں یا بھجوائے جاتے ہیں تو ان پر کسی اور سے انگوٹھے لگوا لیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے بہت سے form reject ہوئے ہیں۔ اس طریقہ کار پر غور کیا جائے اور اس کو بہتر بنایا جائے۔ جیساکہ آپ دیکھتے ہیں کہ بیت المال کے پروگرام میں فوڈ سپورٹ پروگرام ہے۔ ان کا سسٹم قدرے بہتر ہے۔ میرے خیال

سے اگر اس کو study کیا جائے اور district level پر بھی اس کی کوئی monitoring ہو تو یہ زیادہ effective ہو گا۔ پوسٹ آفس میں بہت کرپشن دیکھنے میں آئی ہے جو کہ lower level پر ہے۔ وہاں پر کوئی خا ص administration دکھائی نہیں دیتی۔ اگر کسی سے چھ یا بارہ ہزار روپے پر انگوٹھا لگوا لیا گیا ہے تو اسے لازمی ملے بھی ہوں۔ اس نظام کو study کرنا چاہیے اور اس میں جو خامیاں ہیں اسے دور کر کے بہتر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ، ہمیں یہاں پر آئے ہوئے تین مہینے ہو گئے ہیں۔ نیا سال آئے ہوئے تو زیادہ دیر ہو گئی ہے لیکن جو نیا سال جولائی onward شروع ہوا ہے، ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ کو جولائی میں form issue کر دیے جائیں گے لیکن ابھی تک form issue نہیں کیے گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے لوگ بہت غریب ہیں اور ان کو ان پیسوں کی ضرورت ہے۔ جب ان کو بالآخر ملنے ہی ہیں تو کیوں نہ in time یہ رقم مل جائے تاکہ ان کی مشکلات اس مہنگائی کے دور میں کم ہو جائیں۔

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا، جیسے یہاں پر ہمارے ایک معزز رکن نے ذکر کیا تھا کہ جو loans معاف کرائے گئے ہیں، ان کا حساب لیا جائے۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ بڑے بڑے سرمایہ دار اور کارخانے دار، جنہوں نے اربوں روپے معاف کرائے ہیں یا کرانے جا رہے ہوں گے، وہ رقم ان سے واپس لی جائے اور وہ بھی اس پروگرام میں لگائی جائے۔ اس کے علاوہ جنہوں نے کرپشن کی ہے، چاہے وہ سرکاری افسر ہیں یا ہمارے سیاستدان ہیں یا حکومت میں ہیں، ان سے بھی یہ رقم نکلوائی جائے اور وہ بھی اس پروگرام میں ڈالی جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اتنا اچھا پروگرام ہے، اس کے لیے جتنی ضرورت ہے، اتنی رقم فراہم کرنا مشکل کام ہے۔ اگر ہم کرپشن کو کنٹرول کریں تو سالانہ جو دو سو ارب روپیہ کرپشن کی نذر ہو رہا ہے، اسے ہم کنٹرول کر کے وہ رقم بھی ہم ان غریبوں کے حوالے کر دیں۔ اس طرح کے مزید پروگرام بھی شروع کیے جائیں جو غریبوں کے لیے دوسرے areas پر cut or tax لگا کر یا جن areas پر ابھی ٹیکس نہیں لگے ہیں، agriculture income, property, stock exchange وغیرہ پر جوٹیکس لگائے جائیں، وہ اس پروگرام میں ڈالے جا سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کا apparently یہ نعرہ ہے کہ وہ pro poor ہے، اس میں شک نہیں ہے لیکن some sorts of difficulties are in the delivery system اس کو بہتر بنا کر اسے غریبوں کے لیے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Kazim Khan.

سینیٹر محمد کاظم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قابل صد احترام چیئرمین صاحب!اس سکیم پر کافی بولا جا چکا ہے۔ اس کی تعریف اور اس کے فلسفے پر میں اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ چیئرمین صاحب! کسی غریب کو پیسا دینا بہت مشکل کام ہے اور اگر امیر مانگے تو اسے دے دیا جاتا ہے، اس کے کروڑوں، اربوں کے قرضے بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ جو سکیم بنائی گئی ہے یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ اس پر تنقید کرنا بڑا آسان ہے کہ یہ ہو رہا ہے اور یوں پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب!یہ بڑے حوصلے کی بات ہے کہ کسی غریب کو دینا اور ایک فلسفے پر قائم رہنا، جناب ذوالفقار علی بھٹوشہید اور محترمہ بینظیر شہید کا فلسفہ کہ غریبوں میں پیسے بانٹنا اور غریبوں کی سیاست

کرنا کوئی عام بات نہیں ہے، یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ چیئرمین صاحب! میں یہ عرض کروں گا کہ جو شہادت ہے، وہ کبھی بھی نہیں چھپتی اور شہیدوں کا نام ہمیشہ رہتا ہے۔ یہ جو سکیم ہے، اس سے غریبوں کو ایک benefit اس طریقے سے مل رہا ہے۔ آپ دیکھیں اس دنیا میں کئی بادشاہ، کئی لوگ آئے، چیئرمین صاحب! ان کا نام نہیں رہا۔ نام ان کا رہتا ہے جنہوں نے غریبوں کی خدمت کی یا قوم کی خدمت کی یا قوم کے لیے کام کیا ہو۔ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ بڑے حوصلے کی بات ہے کہ پیسا غریبوں میں بانٹنا، یہ پیپلز پارٹی کے منشور کا حصہ ہے جس پر عمل کیا جا رہا ہے۔ چیئرمین صاحب! میں اپنے دوست پروفیسر ابراہیم صاحب، جو چلے گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ زندوں کی سیاست کرنی چاہیے، مرُدوں کی نہیں۔ نہیں پروفیسر صاحب، دنیا میں نام انہی کا رہتا ہےجن کو اللہ تعالیٰ نوازتا ہے اور چیئرمین صاحب! آپ دیکھیں شہید کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اس کے نام سے فیض بھی جاری رہتا ہے۔ بہت سے حکمران گزرے، پچاس، پچاس سال حکومت کی لیکن ان کے لیے کوئی فاتحہ پڑھنے والا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھیں یہ history کا حصہ ہے اور آپ پیچھے چلے جائیں، آپ کو محسوس ہو گا کہ ان لوگوں کا نام رہا جنہوں نے قوم، لوگوں کی خدمت کی اور غریبوں کی اپنے کام سے خدمت کی ہے۔ چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی honour ہے، یہ غریبوں کے لیے سکیم نہیں ہے، یہ ان کے لیے بہت بڑا honour بھی ہے کہ ان کو گھر بیٹھے، کوئی کاسہ لیسی نہیں کرنی ہے، مانگنے نہیں جانا، آپ نے نام دیا اور آپ کو گھر بیٹھے پیسے مل گئے۔ یہ ایک بڑی اچھی سکیم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آگے بھی بڑھایا جائے ۔ جناب نے اس میں پہلے ہی کہا ہے کہ یہ Bill National Assembly کو جائے اور یہ Act بنے، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں اور زیادہ تو نہیں کہہ سکوں گا لیکن چلتے، چلتے تھوڑا سا یہ کہ پروفیسر صاحب کو تو فارم مل گئے، یہ اسی طرح ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو میں پیسے مانگ کر بھی مرغا کھلاؤں گا لیکن اپنے بچوں کو دال روٹی کھلاؤں گا۔ پیپلز پارٹی کے کچھ ممبران ایسےہیں جن کو ابھی تک فارم نہیں ملے۔ چلتے، چلتے یہ گلہ ہے، اس مسئلے پر ہمیں بھی کوئی توجہ چاہیےکہ جو ممبران نئے آئے ہیں ان کو بھی فارم ملنے چاہییں۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ جو قرارداد Benazir Income Support زیر غور ہے، یقیناً اس حکومت کا یہ ایک اچھا کارنامہ ہےجس سے پاکستان کی غریب خواتین کو بڑا relief ملا ہے۔ اچھے کام جو بھی کرے، پیپلز پارٹی یا coalition government کرے یا آنے والے لوگ کریں، ان کی اچھائی ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جیسا کہ کچھ خرابیوں کی نشاندہی بھی کی گئی اس پر زیادہ توجہ مرکوز ہونی چاہیے کہ یہ رقم صحیح معنوں میں سو فیصد مستحقین کو ملے اور اس کے بیچ میں کوئی corruption وغیرہ نہ ہو۔ ہمارے علاقوں سے بھی ہمیں ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ کہیں، کسی ڈاکخانے میں کہ وہاں کچھ لوگ درمیان میں پڑے ہیں، کمزور لوگوں کی اتنی approach نہیں ہوتی اور اس میں corruption کی کچھ اطلاعات ہیں۔ بہرحال اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اس

کے ساتھ میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گاکہ ہمارے ملک میں بےروزگاری حد سے زیادہ ہے اور خاص طور پر وہ نوجوان جو بارہ، چودہ، سولہ یا اٹھارہ سال تعلیم میں لگا دیتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے، بیٹیاں ہوتے ہیں لیکن ان کو جب روزگار نہیں ملتا تو وہ اس حوالے سے انتہائی پریشانی کاشکار ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت اس بارے میں بھی ایسی کوئی سکیم لائے کہ جو نوجوان مختلف عصری یا دینی اداروں سے فارغ التحصیل ہوں اور بے روزگار ہوں، ان کے لیے بھی ایسے کوئی وظائف مقرر کیے جائیں اور یہ وظائف ان کو اس وقت تک ملنے چاہییں، جب تک وہ برسرروزگار نہ ہو جائیں۔ یہ میری ایک اضافی تجویز ہے، مجھے امید ہے کہ coalition government اور اس میں جو بڑی پارٹی، پیپلز پارٹی ہے وہ اس پر ضرور غور کرے گی۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین: بادینی صاحب، آپ نے speech کرنی ہے؟

سینیٹر میرولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ جو Bill پیش ہوا ہے، میرا خیال ہے کہ پاکستان میں پہلا کام یہ ہوا ہے کہ جو غریب لوگوں کو direct فائدہ مل رہا ہے۔ اس کے بیچ میں کوئی ہاتھ نہیں مار رہا۔ ہمارے honourable member sahib نے فرمایا ہے کہ اس میں کچھ خامیاں ہیں ۔ سب سے بڑی خامی شناختی کارڈ کی ہے۔ ہمارا علاقہ بہت پھیلا ہوا ہے، آپ لوگوں کو معلوم ہے، نقشے میں دکھائی دے رہا ہے۔ ہمیں آٹھ ہزار فارم ملے تھے، ان میں سے بمشکل چار ہزار صحیح نکلے باقی سارے ضائع ہو گئے۔ اس میں یہ جو خامیاں ہیں، اگر آپ ان کو دور کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ اس پروگرام پر کوئی objection نہیں ہے، کوئی رشوت نہیں ہے، کچھ نہیں ہے یہ direct غریبوں کو ملتا ہے۔ابھی حیدری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اگر آپ نوجوانوں کے لیے کچھ رکھیں تو میرا خیال ہے آپ کا law and order کا مسئلہ تقریباً آدھا حل ہو جائے گا کیونکہ یہ سب کچھ بے روزگاری کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگوں کوملازمتیں نہیں مل رہی ہیں، جیسا کہ بلوچستان میں کہہ رہے ہیں، بلوچستان میں زراعت ہے، نہ انڈسٹری ہے، نہ ملازمتیں ہیں۔ میرا خیال ہےاس گورنمنٹ نے سب کو دیا ہے، بلوچستان کو کچھ نہیں دیا۔ میں ممبر ہوں، آج تک ایک ملازمت بھی نہیں ملی تو لوگ کدھر جائیں؟ لوگ اپنی چیزیں بیچ، بیچ کر پڑھتے ہیں، جب فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر پاگلوں کی طرح گھومتے ہیں۔ کئی لوگ bomb blast اور دوسرے معاملات میں پکڑے گئے تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم نے بےروزگاری کی وجہ سے یہ کام کیا ہے۔ یہ چیزیں پولیس اور دوسرے اداروں کے record میں موجود ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اس کے ساتھ ساتھ اگر تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے، ان پڑھ کے لیے نہیں، ایک پروگرام شروع کریں تو مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: Thank you, Badini Sahib. Dr. Khalid Mehmood Soomro Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔محترم مولابخش چانڈیو صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے میں اس کا خیرمقدم کرتا ہوں ۔یہ بات بالکل بجا ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت غریبوں کے ساتھ تعاون کیا جا رہا ہے ۔میں اس میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو فارم جمع

کرائے تھے ان میں اکثر فارم ضائع ہوگئے اور ہمیں بتایا بھی نہیں گیا کہ وہ فارم کیوں ضائع ہوئے ہیں۔ جن لوگوں نے وہ فارم بھرے تھے وہ بالکل مستحق ہیں۔ ہم نے ان کی طرف سے بار بار درخواستیں بھی دی ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ۔ ایک تو کوئی شکایات سیل بھی ہونا چاہیے کہ جو ہمارے فارم ضائع ہوگئے وہ کیوں ہو گئے ،ہمیں مطمئن تو کیا جائے ۔ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ حقدار ہیں پتا نہیں کن بنیادوں پر ان فارموں کو ضائع کیا جا رہا ہے،اس کے لیے ایک شکایات سیل ہونا چاہیے۔پارلیمنٹ کے تمام اراکین کی کوئی شکایت ہے تو ان کی شنوائی ہو۔ جن لوگوں نے فارم بھرے ہیں وہ غریب خواتین چیخ رہی ہیں۔وہ بار بار درخواست پر درخواست بھیج رہی ہیں کہ ہم نے فارم بھرا ہے مگر ہمیں ابھی تک کچھ نہیں ملا تو اس کےلیے کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے۔

نمبر ۲۔ یہ بھی بتایا گیا کہ جو مزید پروگرام شروع کیے گئے ہیں ان میں غریب خواتین کو زمینیں دی گئی ہیں اور اٹھارہ اٹھارہ ایکڑ زمین دی گئی ہے اور صرف زمین ہی نہیں دی گئی بلکہ اس کے ساتھ بیج بھی دیا گیا اور کھاد بھی دی گئی ہے، اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے ۔ہمیں بتایا تک نہیں گیا کہ یہ سلسلہ کیا ہے۔ کم ازکم پارلیمنٹ کے اراکین کو توبتایا جائے ، تفصیلات سے آگاہ تو کیا جائے تاکہ ہمارے اپنے علاقے میں جو غریب لوگ ہیں، غریب خواتین ہیں ہم ان کی نشاندہی کرسکیں۔ یہ بھی بتایا گیا کہ Youth Development Programme کے تحت لاکھوں نوجوان وہاں training کر رہے ہیں اور ان کو باقاعدہ وظیفہ مل رہا ہے ۔ اس سے بھی ہمیں لاعلم رکھا گیا ہے ۔کم ازکم ان تمام چیزوں میں ارکان پارلیمنٹ کو شریک کیا جائے تاکہ ہم بھی اپنے اپنے غریب اور مستحق نوجوانوں کی نشاندہی کرسکیں اور ان کے گھر وغیرہ کے لیے بھی بات کی گئی ہے کہ ہم غریبوں کے لیے گھر بنا رہے ہیں ،اس میں بھی پارلیمنٹ کے ارکان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا، بتایا تک نہیں گیا ۔ میں تعریف کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں انچارج وزیر کا لیکن شاید وہ اتنی مصروف ہیں کہ وہ ہماری شکایات کو خود نہیں پڑھ سکتیں تو کسی کو depute کریں تاکہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت جن لوگوں کو پیسے نہیں ملے ، جن غریبوں کو پیسے نہیں ملے ، جن خواتین کے فارم reject ہوگئے ان کی کچھ شنوائی ہو اور باقی اس وزارت کے حوالے سے جو پروگرام شروع کیے گئے ہیں ان تمام پروگراموں میں بھی بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام کی طرح ارکان پارلیمنٹ کوتو شریک کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Reply by the Minister concerned
شاہ صاحب آپ کریں گے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Babar Awan has gone in the National Assembly.

Mr. Chairman: This was the last speaker. Everybody has pressed it.

سینیٹر سید نئیر حسین بخاری: ایک گزارش میں کردیتا ہوں ۔ ڈاکٹر سومرو صاحب نے کہا کہ بلاشبہ یہ ایسا پروگرام ہے کہ ملک میں بہت سارے خاندان اس سے استفادہ حاصل کررہے ہیں اور جیسا کہ آپ نے دیکھا بھی کہ تمام ممبران نے اس کی تعریف کی سوائے ایک بات کے جو ابھی سومرو صاحب نے کہا کہ جی کچھ فارم reject ہوئے ہیں تو اس فارم کی back side پر اس کا criteria

لکھا ہوا ہے اور جو لوگ وہ criteria meet کرتے ہیں اور پھر نادرا اس کو scrutinize کرتا ہے اور جو اس category میں fall نہیں کرتے وہ reject ہوئے ہیں ۔ کاظم خان صاحب کا یہ مطالبہ بھی آیا بلاشبہ جو نئے سینیٹرز آئے ہیں پچاس کے قریب یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو فارم ملنے چاہیئں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس تجویز پر ضرور غور کرے گی تاکہ ان کو بھی accommodateکیا جاسکے۔

Mr. Chairman: Thank you. I now put the resolution before the House. Yes. Dr. Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین ! اگر بابر صاحب ہوتے تو میرے خیال میں بہتر ہوتا لیکن بنیادی بات ہاؤس سےآئی ہے کہ جو فارم reject ہو رہے ہیں ان کا کسی کو علم ہی نہیں ہے۔نہ سینیٹرز کو اور نہ ایم این ایز کو علم ہےکہ آپ کے یہ فارم reject ہوئے ہیں اور نہ ہی applicant کو علم ہے کہ یہ reject ہوگئے ہیں۔ وہ نادرا میں دب گئے ہیں ۔بنیادی طور پر 30 to 40% forms reject ہو کر وہاں نادرا میں دبے ہوئے ہیں ۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ کوئی mechanism بنائیں۔ میں بخاری صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی جو چیئرپرسن ہیں ان کو یہ request کریں کہ کم ازکم ہمیں بتایا تو جائے کہ آپ نے جو فارم دئیے تھے وہ reject ہوگئے ہیں اور یہ اس طریقے سے ٹھیک ہوسکتے ہیں کیونکہ وہاں پر کوئی mechanism ہی نہیں ہے۔ یہ میری درخواست ہے ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جو ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب نےsuggestion دی ہے. you can have a discussion with the Chairperson.

سینیٹر سید نئیر حسین بخاری: Surely we can have but میری گزارش یہ تھی کہ جناب نادرا کی ویب سائٹ پر جو فارم reject ہوئے ہیں اس کی details موجود ہیں لیکن reasons کیا ہیں اس کے لیے ہم ان سے بات کر لیتے ہیں تاکہ reason convey ہو جائے۔ What is the reason وہ کیوں reject ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب چیئرمین! ایک خاتون کو لکھا گیا ہے کہ آپ کا شوہر ملازمت کرتا ہے ، اس کے شوہر نے کبھی ملازمت ہی نہیں کی وہ بے چارہ مر چکا ہے۔ ایک کو لکھا ہے کہ آپ کے گھر سے دوسرا بندہ لے رہا ہے اس کے گھر میں دوسرا بندہ ہے ہی نہیں۔یہ شکایات ہیں ان کا ازالہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: بالکل آپ کی بات صحیح ہے ۔بخاری صاحب! یہ ساری چیزیں آپ discuss کرلیں چیئرپرسن سے۔جی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بات یہ ہے کہ نادرا کی جو کارستانیاں ہیں وہ تو اخباروں میں چھپ ہی رہی ہیں ۔ وہ کسی کو شوہر بنا رہے ہیں ، کسی کو بچے دے رہے ہیں ، کسی کو پتا نہیں کیا کچھ دے رہے ہیں۔وہاں نادرا میں جو صورتحال ہے میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ وہ effective صورتحال نہیں ہے ۔اگر آپ نے ویب سائٹ پر ڈال دئیے،پچیس لاکھ فارم ویب سائٹ پر ہیں ان میں سے نصف سے زیادہ rejected ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی میکانزم بنائیں تاکہ

ممبران کو اور درخواست گزار کو پتا تو چلے کہ کیا ہوا ہےیہ میری بخاری صاحب سے درخواست ہے کہ مہربانی کرکے اس معاملے کو take up کریں ۔شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Now I put the resolution before the House. It has been moved that "this House commends the efforts made by the government for launching Benazir Income Support Programme for the poor of the country."

*(The resolution was carried)*

Mr. Chairman: Resolution has been passed. Now we take item No.10 in the name of Mr. Wasim Sajjad. You would like to move the resolution?

Senator Wasim Sajjad: I think sir, I will move it and then subject to the advice and council of my………..

جناب چیئرمین: اس کو بھی refer نہ کردیں Constitutional Committee کو۔

سینیٹر وسیم سجاد: سارے اس پر کچھ نہ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: Constitutional Committee کا کام بہت لمبا ہے اور یہ کام urgency کا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: میرا خیال ہے کہ اس طرح کرتے ہیں کہ اس پر ان کی بات سن لیں اور ہماری بھی بات سن لیں اور پھر طریقہ کار نکالیں کہ کیا اس کو deal کرنا ہے .we can discuss

جناب چیئرمین: کیوں بابر صاحب؟

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: دیکھئیے principally کسی کو بھی اس سے اختلاف نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین: تو کیا Resolution move کرلیں۔آپ move کر لیجئیے ۔

## Re: Establishment of High Court in Islamabad

Senator Wasim Sajjad: Sir, with your permission I beg to move that "This House recommends that a High Court be established for the Islamabad Capital Territory immediately."

جناب چیئرمین: جس جس نے اس موضوع پر speech کرنی ہے وہ اپنے نام لکھوا دیں تاکہ جتنے بھی speakers آئیں گے پھر وزیر صاحب جواب دیں گے ، پھر جو بھی آپ فیصلہ کریں گے۔ According to Rule 128 every speaker will have a right to speak for ten minutes and the mover and the Minister for thirty minutes. جی اچھا۔ چلئیے start تو کرتے ہیں ۔ جی۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا: اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ پاکستان میں چار صوبے ہیں اور آئین کے مطابق ہر صوبے کی اپنی ایک ہائی کورٹ ہے اور جس طرح کہ جناب کو علم ہے کہ ہر صوبے کے ہائی کورٹ کی اپیل ، سپریم کورٹ آف پاکستان میں جاتی ہے ۔وفاق کا جو علاقہ ہے جس کو ہم Islamabad Capital Territory کہتے ہیں، اس کی آئینی حیثیت مختلف ہوتی ہے ۔ اس کا تعلق صوبے سے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ صوبے کے ماتحت ہوتا ہےلیکن کچھ مصلحتوں کی بناء پر 1970-71 کی بات ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار Islamabad

Capital Territory تک extend کیا گیا اور پھر جب 1973 کا آئین بنا تو اسی طرح وہ معاملات چلتے رہے۔ یہاں کے عوام کی خواہش اور مطالبہ تھا کہ دیگر دنیا کے ممالک کی طرح یہاں پربھی capital area کے لیے ایک علیحدہ ہائیکورٹ بنائی جائے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ وفاق کی ایک علیحدہ حیثیت تسلیم کی جاتی ہےبلکہ عوام کو سہولت بھی ملتی ہے بجائے اس کے کہ یہاں کے لوگ راولپنڈی جائیں، وہاں پر بھی cases کی بھرمار ہوتی ہے، بہت سے مقدمات ہوتے ہیں اور مقدمات میں تاخیر ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ مطالبہ تھا اور یہ بات بہت عرصے سے آر ہی تھی۔ 3 نومبر 2007 کو جب ملک میں ایمرجنسی نافذ کی گئی تو اس ایمرجنسی کے احکامات کے تحت اسلام آباد ہائیکورٹ کاقیام عمل میں لایا گیا، اسلام آباد ہائیکورٹ کا عملہ مقرر کیا گیا، وہ بلڈنگ غالباً پہلے district courts کے لیے بنائی گئی تھی ، وہاں پر ہائیکورٹ کو قائم کیا گیا، Judges کی تقرری کی گئی ۔ قانونی مشکلات کے قطع نظر اگر وکلاء اور عوام سے بات کریں تو اس ہائیکورٹ کے بننے پر عوام کو بہت سہولت ہوئی، مقدمات کے جلدی فیصلے ہوئے، تقریباً 10/12ہزار مقدمات کے فیصلے ہوئے لیکن اب بھی بہت سے مقدمات وہاں پر زیرسماعت ہیں۔ سپریم کورٹ کا جو 31جولائی 2009 کا فیصلہ آیا اس میں انہوں نے یہ احکامات جاری کیے کہ جو 3نومبر کے اقدمات ہیں وہ کالعدم قرار دیےجاتے ہیں کیونکہ وہ آئین کے منافی ہیں اور چونکہ اسلام آباد ہائیکورٹ کا قائم کیا جانا اسی ایمرجنسی کے تحت کیا گیا تھا تو اسلام آباد ہائیکورٹ کو بھی سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دےدیا۔ جس کے نتیجے میں یہ ہوا کہ وہاں پر جو مقدمات زیرسماعت تھے اس کے بارے میں احکامات جاری ہوئے کہ ان کو لاہور ہائیکورٹ کے راولپنڈی بینچ میں بھیج دیا جائے، اسلام آباد کا عملہ جہاں سے آیا تھا اگر وہ deputation پر تھے تو وہاں بھیج دیئے جائیں اور اگر ان کی تقرری اسلام آباد ہائیکورٹ کے لیےکی گئی تھی تو ان کو surplus pool میں بھیج دیا جائے۔ اس سے ایک غیریقینی کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ یہاں کے عوام کو مشکلات ہیں اور اس سے بہت سی تاخیر بھی ہوئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنے short order اور جو انہوں نے اپنا تفصیلی orderجاری کیا ہے اس میں دو چیزیں کہی ہیں۔ ایک تو انہوں نے کہا کہ اسلام آباد ہائیکورٹ کا قائم کیا جانا it was a commendable act یعنی اس کی تعریف کی گئی ہےاور انہوں نے یہ ضرور کہا ہے کہ یہ آئینی طور پر صحیح طریقے سے نہیں بنایا گیا لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ .it is a commendable act انہوں نے Constitution کےArticle 9 کا حوالہ بھی دیا ہے اور انہوں نے یہ observation دی ہے کہ access to justice ایک بنیادی حق ہے اور اسلام آباد ہائیکورٹ کے بننے سے لوگوں کو انصاف کے حصول میں آسانی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس کو قانون و آئین کے مطابق دوبارہ قائم کیا جائے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور آپ ایک قسم کا کہہ سکتے ہیں کہ سپریم کورٹ نے اس قدم کو یعنی اسلام آباد ہائیکورٹ کے بنائے جانے کی تو تعریف کی ہے لیکن اس کے طریقہ کار پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آئین کے تقاضوں کے مطابق نہیں بنایا گیا۔ اس فیصلے کے بعد یقیناً عوام کو تکالیف ہوئی ہیں، مقدمات میں تاخیر ہو رہی ہے، مقدمات کا پتا نہیں چل رہا کہ وہ راولپنڈی جائیں گے ۔ اسلام آباد ہائیکورٹ کو ہائیکورٹ کے عام

original jurisdiction کے علاوہ original jurisdiction بھی دی گئی تھی، original کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کچھ مقدمات ہائیکورٹ میں براہ راست دائر کیے جا سکتے تھے اور اس کا انحصار اس مقدمہ کی مالیت پر ہو گایہ ایک بہت اچھا قدم تھا جو کہ سندھ ہائیکورٹ کو یہ اختیارات حاصل ہیں اور یہاں پر بھی یہ اختیارات اسلام آباد ہائیکورٹ کو تفویض کیے گئے تھے۔

جب اسلام آباد ہائیکورٹ کے متعلق فیصلہ آ گیا تو یہاں کے عوام میں ایک بےچینی سی پھیلی ، اسلام آباد ہائیکورٹ کی جو Bar Association تھی وہ لوگ میرے خیال میں جناب سے بھی ملے ہوں گے لیکن Leader of the House سے ملے اور میں Leader of the House کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے تعاون کا یقین دلایا، وہ Parliamentary Affairs کے وزیر ڈاکٹر بابر اعوان سے بھی ملے اور انہوں نے بھی حمایت کا یقین دلایا، وزیر اعظم صاحب سے بھی ملے اور انہوں نے بھی کہا کہ جہاں تک میری اطلاعات ہیں، یہ ایک اچھا قدم تھا اور اس کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ میرے خیال میں جتنی بھی parties ہیں PML(N) اور جو دیگر parties ہیں، ہر ایک نے یہ محسوس کیا ہے کہ اسلام آباد ہائیکورٹ کا قیام پاکستان کے مفاد میں ہے، اس خطے کے عوام کے مفاد میں ہے اور خصوصاً جواسلام آباد کے رہنے والے ہیں ان کے مفاد میں ہے۔ اس سے انصاف کے حصول میں آسانی ہو گی، ہم تاخیر سے بچ جائیں گے اور معاملات بہتری کی طرف جائیں گے۔

جناب! مجھے یہ علم ہے کہ حکومت نے اس کی حمایت کرتے ہوئے legislation کے لیے جو اپنی تجاویز دی ہیں اور جو کہ constitution committee کے پاس ہیں، اس میں انہوں نے اسلام آباد ہائیکورٹ کے قیام کی تجویز کی حمایت کی ہے اور اس سلسلے میں اقدامات کرنے کے لیے کہا ہے۔ میرے خیال میں اس بات کا سب کو علم ہے کہ جو package اس constitutional committee کے سامنے ہے اس میں بہت ساری چیزوں پر غور ہو رہا ہے اور اس میں کچھ وقت لگ سکتا ہے، باوجود اس کے کہ رضا ربانی صاحب بہت محنت اور بڑی کوشش کررہے ہیں کہ یہ کام جلد سے جلد ہو لیکن جب بھی آئینی ترامیم ہوتی ہیں تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ سب ہی کا نقطہ نظر لیا جائےاور کوشش کی جائے کے اتفاق سے رائے سامنے آئے۔ آئینی ترمیم میں دو تہائی اکثریت کی بھی ضرورت ہوتی ہےتو خدشہ یہ ہے کہ دوسرے package کے ساتھ اگر اسلام آباد ہائیکورٹ کے قیام کو منسلک کیا گیا تو اس سے زیادہ تاخیرکا امکان ہے۔ لہذا میری گزارش اور suggestion لیڈر آف دی ہاؤس سے، حکومت سے اور پارلیمانی آفیئرز کے وزیر سے ہےکہ اس میں اصولی طور پر کوئی اختلاف نظر نہیں آتا لیکن ان کے ذہن میں یہ ضرور ہو گا کہ چونکہ constitution committee بیٹھی ہوئی ہے ، جو دیگر تجاویز ہیں اس پر غور ہو رہا ہےاور اس کو بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے، میں اس لیے فوری توجہ کی ضرورت کا کہہ رہا ہوں کہ بلڈنگ موجود ہے، عملہ موجود ہے، شاید ابھی فائلیں بھی پڑی ہوں گی۔ اسے پہلے سول کورٹ میں بھیجنا، اسلام آباد کے cases کو لاہور ہائیکورٹ راولپنڈی کےبینچ میں بھیجنا ، پھر واپس لانا، پھر دوبارہ مقدمات شروع کرنا اور اگر یہ وقت لگ گیا تو ہو سکتا ہے کہ بلڈنگ کا کچھ پتا نہیں کسی اور کے استعمال

میں آ جائے۔ لہٰذا اس میں ایک urgency کا element ہے۔ میں جناب کی وساطت سے حکومت سے اور جو ہمارے دیگر ساتھی مختلف parties کے نمائندے ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ کوشش کی جائے کہ اس proposal کو main constitutional package سے علیحٰدہ کر کے آئینی ترمیم کو سینیٹ اور قومی اسمبلی میں لایا جائے، چونکہ مجھے کوئی اختلاف نظر نہیں آتا اور اس میں کوئی مشکلات نظر نہیں آتیں تو اس کو اگر فوری pass کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

اس سلسلے میں، Islamabad High Court Bar Association کے عہدے داران اور صدر سجاد چیمہ صاحب نے بہت کوشش کی ہےpress conferences بھی کی ہیں اور وہ لوگوں سے ملتے بھی رہے ہیں اور Islamabad Bar Association کایہ شدید مطالبہ ہے۔ وہ نہ صرف وکلاء بلکہ اسلام آباد کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں کہ اس احسن قدم کو جلدی اٹھا لیا جائے اور جتنی جلدی proposal لائی جائے تویہ سب کے لیے بہتر ہو گا۔ جناب آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب بعد از راجہ ظفر الحق صاحب۔ میرے خیال میں شاہ صاحب concerned party as a lawyer پھر چیمہ صاحب۔ بخاری صاحب ذرا end میں آئیں گے.these are the residents of Islamabad and Rawalpindi جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ ظفرالحق: جناب چیئرمین! اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ اکثر ممالک میں جہاں پر کہ federal system ہےاس کے capitals میں ایک الگ ہائیکورٹ کام کرتی ہے، federal area high court انڈیا میں بھی ہے اور باقی جگہوں پر بھی ہے۔ جیسے وسیم سجاد صاحب نے کہا کہ جو یہ ہائیکورٹ قائم کی گئی تھی اس کا فائدہ یہاں کے in service لوگوں کو بھی ہے، ریٹائرڈ لوگوں کو بھی اور عوام کو بھی ہے۔ اس سے مقدمات میں جو بلاوجہ تاخیر ہوتی تھی اس میں بھی بڑی کمی آئی اور بڑی تعداد میں مقدمات کے فیصلے بھی ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایک سینیئر وکیل کی حیثیت سے بھی جانتے ہیں کہ جیسے کہا جاتا ہےکہJustice at the door step of the people تو یہ قدم اسی spirit کے تحت تھا لیکن قانونی طور پر ، طریقہ کار کے اختلاف کی وجہ سے وہ step down ہوا لیکن اس کی ضرورت باقی ہے اور As matter of principle اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس معاملے کو Constitutional Committee کے اوپر چھوڑا جائے یا حکومت اس کے لیے ایک الگ Bill move کر دے جس کے لیے اپوزیشن ان سے بھرپور تعاون کرے گی۔ چونکہ سارا کچھ اس میں موجود ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجائے اس Constitutional Committee کے ،جس کے سامنے بے شمار معاملات ہیں اور ممکن ہے اس کا وقت بھی شاید زیادہ لگےتو اس لیے یہ ایک علیحدہ Bill کی شکل میں وہ لائیں تو

I on behalf of PML(N) and on behalf of independent Opposition Group, support this proposal made by Senator Wasim Sajjad. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Zafar Ali Shah Sahib.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب، جس طرح اس سے پہلے کہا جا چکا ہے کہ Islamabad Capital Territory کے لیے ہائی کورٹ یا فیڈرل ہائی کورٹ کے نام سے ایک کورٹ ہونی چاہیے۔ چونکہ یہ ایک تجربہ جو کہ کامیاب تجربہ

تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ سپریم کورٹ کی judgement میں جس طرح وسیم سجاد صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں وہ جو رائے آئی ہے ایک from the apex court of the country تو انہوں نے بھی اس کے قیام کی یا اس کے وجود کی نفی نہیں کی کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی )

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! اسلام آباد ہائی کورٹ جو کہ غالباً یہ کہا جاتا ہے ------

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اگر آپ وقت لیں گے تو نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔ سوا سات بجے دوبارہ شروع کردیں گے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی میں صرف یہی عرض کر رہا تھا۔ میں ختم کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نماز کا وقفہ کرلیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں سب کھڑا ہونے شروع ہو گئے ہیں ، پھر اس پر voting بھی تو ہے۔So, lets meet after 7.15. میرے خیال میں بخاری صاحب بھی کچھ بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر سید ظفرعلی شاہ: نہیں جی ، بخاری صاحب ہمارے ساتھ ہیں۔

Mr. Chairman: So, we meet again at 7.15 p.m ok. Thank you.

-------------

[The House was then adjourned for *Maghrib* Prayers]

-------------

[The House reassembled after *Maghrib* prayers with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.]

-------------

جناب چیئرمین: جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں جناب کی اجازت سے ایک دو باتیں عرض کروں گا۔ ایک تو میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسلام آباد ہائی کورٹ یا فیڈرل ہائی کورٹ صرف Islamabad Capital Territory کے لیے نہیں - چونکہ یہاں پر اسلام آباد capital ہے، پورے پاکستان کا capital ہے، Seat of the government ہے، اس لیے پورے پاکستان کو اس سے فائدہ ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جس وقت یہ establish ہوئی تھی اس establishment کے بعد ایک تو پاکستان کے بہت سارے نامور وکلا نے اپنی place of practice کراچی سے، لاہور سے ، پشاور سے مختلف جگہوں سے یہاں شفٹ کرلی، اس لیے کہ یہ ہائی کورٹ ہوگی، یہ central place ہے۔ ملک کے مختلف کونوں سے یہاں لوگ آئیں گے۔ اس طرح بہت سے ,litigantsجس طرح وسیم سجاد صاحب فرما رہے تھے کہ کورٹ کی original jurisdictions بھی تھیں جس پر بہت سارے نئے دعوے دائر ہوئے ہیں، لوگوں نے وکیل کیے ہیں، وکیلوں کو فیسیں دی ہیں، وکیلوں نے وہ brief لیے ہیں۔ ایک تو وہ hardship create ہو گئی litigants کو بھی اور وکلا کو بھی اور آخری بات جو سب سے بڑی بات ہے کہ ہمیشہ Treasury Benches یا حکومت گھبراتی ہے بل پاس کرنے سے یا قانون

پاس کرنے سے، چونکہ انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ کوئی قانون پاس کرنے کے بعد کوئی ہمارے خزانے پر تو بوجھ نہیں آئے گا۔

جناب والا! آپ اتفاق کریں گے کہ یہ وہ واحد بل ہے اور وہ واحد amendment in the Constitution ہوگی جس کے پاس کرنے کے بعد ایک رتی پیسے کا بھی بوجھ پاکستان کے خزانے پر نہیں آئے گا چونکہ 2009-2010 کے بجٹ میں اسلام آباد ہائی کورٹ کا بجٹ پاس ہو چکا ہے،کوئی ایک پیسہ بھی exchequer پر بوجھ نہیں ہوگا۔

آخری بات یہ ہے کہ یہاں پر package کی بات ہوئی ہے۔ Package کا خوف یہ ہے کہ اس package میں تو بہت ساری باتیں ہیں۔ اس package کو بھیجا گیا تو یہ مسئلہ pack ہونے کا خطرہ ہے کہ یہ وہیں pack ہو کر رہ جائے گا۔ اس پرچونکہ پاکستان کی ساری سیاسی جماعتوں کا consensus ہے اور جس طرح پہلے میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں کوئی بجٹ involve نہیں ہے تو Leader of the Houseسے میری درخواست یہ ہوگی کہ یہ amendment بھی کوئی لمبی چوڑی amendment نہیں ہے۔ Article-175 میں یا ایک آدھ article اور ہے جس میں amendment ہے اور وہ دو لفظوں کی amendment ہے کہ جہاں پر صوبہ پڑھا جائے گا وہاں ساتھ Islamabad Capital Territory کو بھی پڑھا جائے۔ اتنی سی بات ہے جناب۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی session میں ، Resolution میں، میں وسیم سجاد صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ تھوڑا سا Resolution کو amend کرلیں کہ یہ پاس بھی ہو جائے اور پاس ہونے کے ساتھ یہ اسی session میں ، Luckily آج National Assembly بھی شروع ہو رہی ہے، چونکہ پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسز کے اجلاس ہو رہے ہیں تو ان میں یہ pass ہو جائے تاکہ عوام الناس کو اور خود حکومت کو بھی اس میں فائدہ ہے چونکہ بہت سارے مقدمات میں حکومت خود بھی عدالت میں جاتی ہےاور حکومت کے خلاف بھی مقدمات ہوتے ہیں تواس ہائی کورٹ کی وجہ سے بہت سارے اخراجات حکومت کے بچیں گے۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ اس قرارداد کو تھوڑا سا amendکرکے پاس بھی کیا جائےاور اسلام آباد ہائی کورٹ یا فیڈرل ہائی کورٹ جو بھی اس کا nomenclature ہوگاوہ اسی اجلاس میں پاس کیا جائے تاکہ لوگوں کو، وکلا کو جو hardships ہیں وہ دور ہو سکیں۔Thank you very much.

جناب چیئرمین: نعیم حسین چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بھی جناب وسیم سجاد صاحب کی پیش کردہ اس قرارداد کہ وفاقی علاقے میں علیحدٰہ ہائی کورٹ ہونی چاہیے کی حمایت کرتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں اسے اگر save نہیں کیا تو میرا خیال ہے کہ ان ہی technical وجوہ پر نہیں کیا ۔بحرحال جتنی تھوڑی دیر کے لیے اس ہائیکورٹ کو create کیا گیا اور اس نے اتنی تھوڑی دیر میں اپنی اہمیت ، ضرورت اور افادیت کا احساس کرایا ہے وہ یقیناً اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اسے فی الفور بنا دینا چاہیے چونکہ فوری انصاف ہر بندے کا ایک جبلی حق ہے۔ اس لحاظ سے اس کو لاہور ہائی کورٹ کے ساتھ attach کرنا جہاں لاکھوں مقدمات پہلے ہی pending ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ

original jurisdiction کے ساتھ ساتھ ان کےجو تاخیری حربے وہاں ہوتے ہیں وہ نہیں ہوں گے اور پھر چونکہ وفاقی علاقہ کسی صوبے کا حصہ نہیں ہے، کسی ہائی کورٹ کا حصہ نہیں ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ independent high court یہاں ہونی چاہیے۔ یہ تھوڑی دیر کے لیے تجربہ ہوا اور اس نے اس عدالت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیاہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مفید ہے اور اگر وہ constitutional package سترھویں ترمیم کی elimination میں آگیا تو ممکن ہے اس میں کافی دیر لگ جائے توعوام کی ضرورت ؛عوام کو انصاف دینےکی خاطر اور عوام کے ایک بنیادی حق کو انہیں پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ وسیم سجاد صاحب اور شاہ صاحب کی جو تجویز ہے میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ اسے فوری طور پر بنایا جائے کہ اس میں delay نہیں ہونی چاہیےاور لوگوں کو جلدی انصاف پہنچنا چاہیے اور فوری انصاف is always the need of the people. لہٰذ ا اسے پیکیج سے علیحدٰہ کرے فوری طور پر قائم کیا جائے۔ .Thank you sir

جناب چئیرمین: افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چئیرمین! جہاں تک اسلام آباد میں ہائی کورٹ کا تعلق ہے،میرا خیال ہے کہ ہم سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کو ضرور بننا چاہیے ۔ اسلام آباد ہمارا federal capital ہے اور اس کا حق ہے کہ یہاں ہائی کورٹ کا بنچ ہو جو یہاں کے مقدمات کی سماعت کر سکے لیکن میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ماضی میں جوپہلے یہاں ہائی کورٹ بنی تھی وہ ایک طرح سے ایک اور سپریم کورٹ تھی کیونکہ پورے ملک سے یہاں مقدمات لائے جاتے تھے اورخاص طور پر الیکشن کے مقدمات سارے صوبوں سے یہاں آ گئے تھےاور اس کے لیے ground یہ لی گئی کہ چونکہ الیکشن کمیشن کا دفتر یہاں ہے اس لیے ان مقدمات کی سماعت یہاں ہوگی اوراس عدالت کو الیکشنوں کے مقدمات کی jurisdiction حاصل ہوگی۔اگر یہ حال ہے تو پھر سپریم کورٹ کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ یہ اسلام آباد کور ٹ ہی سپریم کورٹ کا کام کرے گی۔ اس لیے احتیاط برتی جائے اور اس کو صرف وہی مقدمات دیے جائیں جن کا تعلق اسلام آباد اور اسلام آباد کے شہریوں سے ہو۔ باقی صوبوں کے لوگوں کے کیس جب یہاں آ جاتے ہیں تو ان کو بہت تکالیف ہوتی ہیں ، انہیں یہاں راتیں گزارنی پڑتی ہیں اور یہاں کے وکیلوں کی فیسیں زیادہ ہیں اور بہت سے دوسرے مسائل ہیں جو litigants کو پیش آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد ہائی کورٹ کو ضرور ہونا چاہیے لیکن یہ صرف اسلام آباد کے لوگوں کےمقدمات کے لیے ہو۔

جناب چئیرمین: سید نئیر حسین بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نئیر حسین بخاری: .Thank you Mr. Chairman گزارش یہ ہے کہ under the Constitution Article 1, Islamabad is a federal territory. It is not a part of any province. جب 1970 میں West Pakistan dissolution order pass ہوا تو اس میں judiciary کے حوالےسے جو administration تھی وہ پنجاب کے تحت کر دی گئی اور یہاں کی جومقامی judiciary تھی وہ لاہور ہائی کورٹ کے ماتحت کر دی گئی۔ اسلام آبادنئے صدارتی آرڈر کے تحت 1980میں جب district بنا تو

administration براہ راست وفاقی حکومت کےتحت آ گئی لیکن judiciary کے معاملات اس وقت بھی پنجاب کے پاس لاہور ہائی کورٹ کے تحت ہی رہے - اس issue پر قومی اسمبلی میں پچھلے دور میں بھی ہمارا یہ بھرپور مطالبہ رہا بالخصوص اسلام آباد کے حوالے سے کہ اسلام آباد میں ہائی کورٹ ہونی چاہیے - اس کا judicial set up کسی صوبے کا حصہ نہیں ہے اور یہ constitutional requirement بھی تھی ، یہ legal and constitutional requirement ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کا وجود ہونا چاہیے جیسا کہ بعض ممبران نے بھی کہا کہ دوسرے ممالک کے capitals میں ان کی اپنی high courts ہیں- ایک مثال high court Delhi کی ہے وہاں پر ہائی کورٹ موجود ہے۔ یہ قرارداد جو وسیم سجاد صاحب لائے ہیں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے - There is no second opinion. This is the requirement of the people of Islamabad. Its population has exceeded 1.5 million now. Apart from that یہاں پر وکلا کی تعداد دو ہزار سے بڑھ گئی ہے اور litigants کو بڑا مسئلہ تھا پہلے اسلام آباد کے لوگ پنڈی بنچ میں جاتے تھے لیکن جب سے اسلام آباد کی ہائی کورٹ establish ہوئی تو number of cases بھی بڑھے تھے اور disposal بھی بہت زیادہ تھی اور لوگوں کو بڑا speedy relief ملتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد کے لوگوں کے لیے ، service and nonservice کےلوگوں کے لیے، وکلا کے لیے اسلام آباد میں ہائی کورٹ کا قائم کرنا بہت ضروری ہے اور اس قرارداد کے متعلق جو sense of the House بن رہا ہے across the political parties وہ یہ ہی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ قائم ہونی چاہیے -

جناب وسیم سجاد صاحب نے ایک apprehension کا اظہار کیا ہے ، چونکہ اس قرارداد سے پہلے حکومت نے already اس کو initiate کیا تھا - 31st July کی judgement کے بعدحکومت نے یہ initiative لیا ہوا تھا کہ یہاں پر اسلام آباد میں ہائی کورٹ قائم کی جائےاور اس کے لیے process تھا کہ جو Constitutional Committee کے under consideration یہ معاملہ تھا اور delegations بھی ملتے رہے، مجھ سے بھی ملے، آپ سے بھی ملے even Prime Minister sahib سے بھی ان کی ملاقات ہوئی اور وزیر اعظم صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی کہ یہاں اسلام آباد میں ہم ہائی کورٹ قائم کرنا چاہتے ہیں and we want to bring amendment in the law. اس قرارداد کو unanimously pass ہونا چاہیے اور جو مطالبہ ہے اس کو بہت جلد meet کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو relief مل سکے بالخصوص ایسے مقدمات جو original jurisdiction میں بھی ہائی کورٹ کے پاس تھے اور کچھ appellate jurisdiction کے مقدمات بھی ان کے پاس تھے ، وہ بھی uncertainty میں پڑے ہیں کہ لاہور ہائی کورٹ کے بنچ میں بھیجے جائیں یا واپس فیڈرل کورٹ کے پاس بھیجے جائیں - میری درخواست ہے کہ تمام پارٹیوں کی Constitution Committee میں نمائندگی ہے، وہاں تمام پارٹیاں موجود ہیں اور جتنی بھی constitutional amendments ہیں جو propose کرکے وہ پارلیمنٹ میں لانا چاہتے ہیں، they are under discussion. So, I will request the mover of this resolution that this may be taken over there. All parties may be taken into confidence which will be taken on board and we will certainly like that as soon as the decision is taken by

the Constitutional Committee, and if that Committee decides unanimously, then an amendment should be brought before the Parliament.

جناب چئیرمین: وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! اس پر حکومت کی جانب سے اپنی proposal ہے۔

Mr. Chairman: I put the resolution to the House….

سینیٹر وسیم سجاد: اگر یہ قرارداد pass بھی ہو جاتی ہے لیکن just to give more strength to the proposal already there, it won't effect that وہاں پر تو proposal آئی ہوئی ہے اس سے یہی ہوگا کہ یہ sense of the House ہے it will strengthen the hands of the Committee کہ ہاں proposal تھا، سینیٹ سے بھی ایک حمایت ہے - وہاں discuss proposal ہو جائے گی اور میرے خیال میں وہاں پر بھی اختلاف نہیں ہوگا۔

جناب چئیرمین: بخاری صاحب! اب رضا صاحب بھی ہاتھ اٹھا رہے ہیں ، آپ ان سے بھی discussion کر لیں

because you have winded up the discussion. Why didn't you discuss it with Raza Sahib.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, if he wants to add something being as the Chairman of the Constitutional Committee, he may be allowed to do so.

Mr. Chairman: Alright. Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you Mr. Chairman. I am sorry. I did not know that the leader of the House has wound up the debate otherwise I would not have asked for the floor. Mr. Chairman, as you are aware that even the detailed judgement of the Supreme Court has observed that the High Court had not been brought about in a legal manner otherwise it was an act which could have been allowed, if Parliament now so wants; it can go ahead and legislate. This proposal is pending before the Committee also and it is also infact a part of the package that was moved by the PPP.

Mr. Chairman: This is what Mr. Wasim Sajjad has already informed us about this.

Senator Mian Raza Rabbani: If the resolution is passed it will only help in the matter.

Mr. Chairman: So, let me put the resolution to the House. Now, I put the Resolution before the House. It has been moved that "this House recommends that a High Court be established for the Islamabad Capital Territory immediately".

*[The Resolution was passed unanimously]*

Mr. Chairman: The Resolution is passed unanimously. I think, it has been done in a very good spirit.

سینیٹر وسیم سجاد: اتنی جلدی اگر کچھ کر سکیں تو it will be benefiting the people.

Mr. Chairman: Item No. 11, in the name of Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید صاحب ملک سے باہر ہیں اور وزیر خزانہ صاحب بھی ملک سے باہر ہیں تو let us defer it. جی

Thank you. Item No. 12, in the name of Mr. Talha Mahmood. You want to move this Resolution, Talha Sahib.

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: جی جناب، بالکل یہ بڑے دنوں سے postpone ہوتا جا رہا ہے اور بہت important ہے۔

جناب چیئرمین: Move کرنے سے پہلے دیکھیں کہ اس کے اندر منسٹر صاحب کون ہیں؟

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: لعل محمد خان صاحب۔

Mr. Chairman: He is not here.

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: پھر آپ مجھے confirm کر دیں کہ آپ next Monday اس کو کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں، میں confirm تو نہیں کر سکتا۔ ڈیفر کرنا پڑے گا۔ میں وقت کے بارے میں نہیں بتا سکتا۔ اس کو سیکرٹریٹ دیکھے گا۔

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: بخاری صاحب کر لیں لعل خان صاحب کی جگہ۔

جناب چیئرمین: آپ لوگ coalition partners ہیں یہ چیزیں پہلے decide کر لیا کیجیے۔

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: بخاری صاحب commit کر رہے ہیں کہ next Monday کو ہم take up کرا دیں گے۔

جناب چیئرمین: Ballot بھی ہوتا ہے۔

Talha Mahmood Sahib, you are a very senior Senator and you know the ballot takes place for these resolutions.

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: یہ resolution تو آیا ہوا ہے۔ چونکہ منسٹر کی غیر حاضری ہے میری نہیں ہے اس لئے اس کو talk out کیا جائے۔

جناب چیئرمین: پھر آپ ایسا کر لیجیے کہ اس کو move کر لیں تاکہ commenced resolutions میں شامل ہو۔

سینیٹر محمدطلحہ محمود آریان: چلو، میں move کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں یہ سفارش کرتا ہوں کہ ملک کے ہر شہر اور گاؤں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں تاکہ لوگوں کو پانی سے پیدا ہونے والے امراض سے بچایا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے discussion اس پر ڈیفر کر دیتے ہیں۔ You have moved the resolution. Now, it will come as a commenced resolution under the Rules. Discussion is deferred. Item No. 13, Mr. Muhammad Ali Durrani. موجود نہیں ہیں۔ ان کا بھی resolution defer کر دیتے ہیں۔ Now, we take up the motions. Haji Mohammad Adeel Sahib. وہ بھی نہیں ہیں۔ اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں۔ Item No. 15, Begum Najma Hameed sahiba.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں اس motion کو next Monday پر لے جانا چاہتی ہوں۔ اس کو ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین: ڈیفر کر دیتے ہیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: ایک بات میں اور کہنا چاہتی ہوں کہ ہم چونکہ لاہور میں رہتے ہیں تو دو گھنٹے ہم سفر طے کرتے ہیں۔ جب ہم اسلام آباد پہنچتے ہیں تو دس جگہ رکاوٹیں کھڑی ہوتی ہیں اور دس دفعہ تلاشی ہوتی ہے۔ کوئی سمجھ نہیں آتی کہ کب وہ ہماری برقعہ پوش خواتین کے برقعے اتار کر دیکھیں گے کہ یہ کوئی ہیروئن وغیرہ تو نہیں لے جا رہے ہیں۔ پولیس والے اتنا تنگ کرتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ پارلیمنٹ لاجز میں جو پرانے لوگ بیٹھے ہیں اور جو ممبرز نہیں رہے ان کی لسٹیں مہیا کی جائیں کہ وہ کون ہیں اور جو منسٹرز ہیں انہوں نے اپنے لئے کمرے کیوں رکھے ہیں؟ انہوں نے منسٹر کالونی میں گھر رکھے ہوئے ہیں۔ جب ان کی کوٹھیاں ہیں تو پھر انہوں نے پارلیمنٹ لاجز میں کیوں کمرے رکھے ہوئے ہیں؟ یہ لسٹیں ہمیں دی جائیں، سب ہاؤس کو دی جائیں کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو کمرے نہیں ملے ہیں۔ کوئی پنجاب ہاؤس میں رہ رہا ہے اور کوئی کہاں رہ رہا ہے۔ میں نے apply کیا ہوا ہے۔ دس دفعہ تو میں سیکرٹری صاحب کے پاس گئی ہوں۔ پچاس دفعہ جمالی صاحب کے پاس گئی ہوں۔ دو، تین دفعہ آپ کو بھی request کی ہے۔ میں نے ہر جگہ پر شور مچایا ہے کہ خدا کے لئے مجھے بڑی تکلیف ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بات ریکارڈ پر نہیں ہے کہ آپ نے مجھے request کی ہے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! میں requests پر زندہ ہوں تین، چار مہینے سے۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! اس کو ذرا آپ دیکھ لیجیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ان کی یہ problems ہیں، واقعی ان کو روزانہ آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے اور یہ entitled بھی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ پارلیمنٹ لاجز کو سینیٹ کے حوالے سے ڈپٹی چیئرمین صاحب اور قومی اسمبلی کے حوالےسے ڈپٹی سپیکر صاحب دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ میں کئی مرتبہ request کر چکا ہوں to the Deputy Chairman and to the Deputy Speaker. They should take up this case with the Prime Minister. They should bring it to his notice. کہ جناب جن منسٹرز کے پاس منسٹر کالونی میں بھی جگہ ہے اور لاجز بھی ہیں تو جو problems باقی پارلیمنٹ کے ممبران کو ہیں، اس کو دور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اچھا آپ ایسا کیجیے کہ مجھے ذرا ایک لسٹ بناکر دیجیے۔ سیکرٹری صاحب!

Those Senators who have not been given the lodges till date and the list of those persons who have illegally occupied the lodges to be sought, so that the action be taken in accordance with rules. We now take up item No. 16, Hafiz Rashid Ahmed.

حافظ صاحب نہیں ہیں۔ ڈیفر کر دیتے ہیں۔ We take up item No. 17, Chaudhry Shujaat Hussain sahib and Mr.Wasim Sajjad. Deferred. Item No. 18, Dr. Mohammad Ismail Buledi sahib. وہ بھی نہیں ہیں۔

It is deferred. I think, the Order of the day is finished Bokhari Sahib before I adjourn the House, tomorrow we will start the discussion on the prevailing law and order situation in the country.

سینیٹر وسیم سجاد : نہیں ، کل تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو کیری لوگر بل ہے اس کو لیں گے۔

Mr. Chairman: We will discuss that also. First we should take law and order situation, the blast of today should also be kept in mind.

Senator Wasim Sajjad: Please see, the point is that this was decided and this is a demand of everybody.

جو پہلی چیز ہے اس کو پہلے لے آئیں ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے لیکن وزیر خارجہ صاحب بھی out of country ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: وہ بے شک بعد میں آ کر بیان دے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں ، ایسا نہیں ہو گا and he will make his statement.

سینیٹر وسیم سجاد: ایسا نہیں ہوگا یا تو یہ کر لیں کہ Business Advisory Committee کی دوبارہ meeting call کر لیں ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے ، کل کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ ایشو اس وقت ہر ایک کے ذہنوں پر ہے کہ وہ بل پاس ہو چکا ہے اور اس کی پاکستان میں کیا implications ہیں؟

جناب چیئرمین: جو بھی consensus ہے I will go along with consensus.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Let it be decided in the Business Advisory Committee, what was decided before there were four issues but it was not decided which issue would be taken up first.

Mr. Chairman: Tomorrow the House will meet at 10.30. I suggest that Business Advisory Committee would meet at ten of the clock.

Dr. Khalid Sahib, the point of order has to be given in writing one hour before the sitting and this is the decision and if I violate the rule in one case then it will be a problem. Thank you.

آپ اپنا point of order دیے دیجیے وہ کل صبح آ جائے گا۔

The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 6th October 2009 at 10.30 A.M.

------------

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 6th October, 2009 at 10.30 A.M.]

------------